اے بی سی آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

لہ دعوۃ الحق

قرآن وسنت کی تعلیمات کا علمبردار

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ۲۳
شمارہ ۳
ربیع الاول / ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ
دسمبر ۱۹۸۷ء

فون نمبر
ڈائرکٹ سسٹم
052317-340
341
342

مدیر ـــــ سمیع الحق

اس شمارے میں

بدل اشتراک

پاکستان میں سالانہ	۴۰ روپے	بیرون ملک بحری ڈاک	۶ پونڈ
فی پرچہ	۴ روپے	ہوائی ڈاک	۱۰ //

سمیع الحق استاذ دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

قومی و ملّی مسائل میں ہمارا موقف

جمعیت علماءِ اسلام کی سالانہ کارکردگی کا ایک جائزہ

۹ نومبر شیرانوالہ گیٹ لاہور میں جمعیت علماء اسلام پاکستان کی جنرل کونسل
کے اجلاس میں جمعیت کے سیکرٹری جنرل مولانا سمیع الحق نے اپنی پیش کردہ
اس رپورٹ میں اہم قومی و ملّی مسائل کے بارہ میں پارٹی کا موقف پیش کیا
اور جمعیت کی سالانہ سرگرمیوں پر بھی روشنی ڈالی۔ اجلاس میں ملک کے چاروں
صوبوں، آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات کے کم از کم دو ہزار علماء اور عہدہ
داروں نے شرکت کی۔ (ادارہ)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد!

حضرت الامیر مدظلہم العالی! اور قابلِ صد احترام رفقاءِ کرام!!

جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس میں آپ حضرات کی تشریف آوری پر خوش آمدید کہتا ہوں اور
اس امید کا اظہار کرتا ہوں کہ آج کے نازک دور میں جب کہ ملک کے خلاف اندرونی و بیرونی سازشیں زور پکڑ رہی ہیں۔
علاقائیت اور گروہی عصبیت کے فتنے قومی وحدت کو پارہ پارہ کرنے میں مصروف ہیں۔ سیکولرازم، سوشلزم اور مغربی
جمہوریت کے علمبردار پاکستان کو اس کی نظریاتی بنیاد سے ہٹانے کے لئے سرگرمِ عمل ہیں اور بیرونی لابیاں بموں کے دھماکوں
اور تخریب کاری کی وارداتوں کے ذریعہ پاکستانی عوام کو خوف زدہ کر کے انہیں عالمی طاقتوں کے سیاسی عزائم کے سامنے سرِ تسلیم
خم کر دینے پر آمادہ کرنے کی مسلسل کوشش کر رہی ہیں۔ ان حالات میں آپ جیسے مخلص، محبِ وطن اور دینی حمیت سے بہرہ ور حضرات
کا مل بیٹھنا یقیناً دین و ملک کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ اور آپ کے فیصلے ملک کے حالات کو بہتر بنانے کے لئے ممد اور معاون

ثابت ہوں گے انشاء اللہ العزیز۔

حضرات محترم! آج سے ٹھیک ایک سال قبل ۱۰ر نومبر ۱۹۸۶ء کو شیرانوالہ گیٹ لاہور کے اسی عظیم مرکز میں آپ بزرگوں اور دوستوں نے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے ناظم عمومی کی حیثیت سے علماء حق کے اس عظیم قافلہ دعوت وعزیمت کی خدمت کی ذمہ داری محض حسن ظن اور شفقت کی بنا پر مجھ ناتواں کے کندھوں پر ڈالی تھی اور میں نے اپنی کم مائیگی اور بے بضاعتی کے باوجود اس جذبہ سے تعمیل حکم پر لبیک کہہ دیا تھا کہ اللہ رب العزت کے فضل وکرم اور آپ بزرگوں اور احباب کی دعاؤں، توجہات اور تعاون کے ساتھ اگر اس کاروان عزیمت واستقامت کی کچھ خدمت کر سکا تو یہ سعادت میرے لئے دونوں جہانوں میں خوش نصیبی اور بخت آوری کا ذریعہ بن جائے گی۔ مگر آج جب مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس میں آپ کے سامنے جماعتی کارکردگی کی سالانہ رپورٹ پیش کر رہا ہوں تو یہ احساس مسلسل دامن گیر ہے کہ عظیم جماعتی جدوجہد جس محنت کا تقاضہ کر رہی ہے وہ یقیناً نہیں ہو سکی۔ تاہم حضرت الامیر دامت برکاتہم کی مشفقانہ سرپرستی اور سرگرم مرکزی وصوبائی عہدہ داروں کے تعاون کے ساتھ گذشتہ ایک سال کے دوران جماعتی سرگرمیوں کے محاذ پر جو کچھ ہو سکا ہے اس کا ایک مختصر خاکہ پیش خدمت کر رہا ہوں۔

تحریک نفاذ شریعت | جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی جدوجہد کا بنیادی ہدف ملک میں فرنگی دور کی منحوس یادگار عدالتی انتظامی، معاشی اور سیاسی نظام کا مکمل خاتمہ اور خلافت راشدہ کی طرز پر شریعت اسلامیہ کے عادلانہ نظام کا عملی نفاذ ہے۔ ہم نہ صرف مسلمان کی حیثیت سے اس کے مکلف ہیں۔ بلکہ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے لے کر حضرت امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوریؒ اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ تک ہمارے تمام اکابر واسلاف کا مشن یہی تھا جو وراثتاً ہمیں منتقل ہوا ہے۔ اور مسلم معاشرہ میں اسلامی نظام کی مکمل بالادستی تک اس جدوجہد کو جاری رکھنا ہر حال ہماری ذمہ داری ہے۔

سینیٹ آف پاکستان میں مولانا قاضی عبد اللطیف اور راقم الحروف کی طرف سے پیش کردہ "شریعت بل" کا مقصد اسی عظیم مشن کی تکمیل کی طرف عملی پیش رفت ہے اور پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ نفاذ شریعت کی طرف ایک سنجیدہ اور عملی پیش رفت کا آغاز کیا گیا ہے۔ "شریعت بل" پیش کرنے سے شخصی یا جماعتی طور پر کریڈٹ کا حصول ہمارا مطمع نظر نہیں تھا یہی وجہ ہے کہ مختلف مکاتب فکر پر مشتمل "متحدہ شریعت محاذ" کی تشکیل کے موقع پر بعض سنجیدہ حلقوں کی طرف سے "شریعت بل" کو زیادہ بہتر اور قابل عمل بنانے کے لئے جو ترامیم پیش کی گئیں ہم نے نہ صرف انہیں قبول کر لیا بلکہ ملک کے تمام حلقوں کو دعوت دی کہ "شریعت بل" پر شرعی نقطہ نظر سے کسی قسم کا کوئی اعتراض ہو یا اسے مزید بہتر اور موثر بنانے کے لئے کوئی ترمیم یا تجویز پیش کی جائے تو ہمیں اس کو قبول کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوگا۔ لیکن ملک میں سیکولرازم، سوشلزم اور مغربی جمہوریت کے علمبردار سیاسی حلقوں کے ساتھ ساتھ ان کے حلیف بعض مذہبی حلقے بھی "شریعت بل" کی مخالفت میں حکومت کے ہمنوا ہو گئے۔ اور انہوں نے کوئی معقول اعتراض یا تجویز پیش کرنے کی بجائے محض اپنے سیکولر دوستوں کی رفاقت

اور وفاداری کو نبھانے کے لئے "شریعت بل" کی مخالفت کو اپنا مشن بنا لیا جو بلاشبہ نفاذِ اسلام کی جدوجہد کا ایک تاریک باب ہے۔ حکمران طبقہ اس ملک میں فرنگی نظام کے وفادار محافظ کی حیثیت سے پہلے ہی "شریعت بل" کی منظوری میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور اسے پرجوش عوامی جدوجہد اور رائے عامہ کے مسلسل دباؤ کے ذریعے ہی ملک میں شریعت اسلامیہ کے عملی نفاذ پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ لیکن سیکولر سیاست دانوں کی رفاقت کے شوق میں ان کے حلیف بعض مذہبی حلقوں نے "شریعت بل" کی مخالفت کرکے حکمران گروہ کے ہاتھ مضبوط کر دئے ہیں۔ اور حکمران گروہ آج صرف ان نام نہاد مذہبی حلقوں کی مخالفت کو "شریعت بل" منظور نہ کرنے کا بہانہ بنا رہا ہے۔

اس لئے اگر خدانخواستہ "شریعت بل" منظور نہیں ہوتا یا حکمران پارٹی اس میں من مانی ترامیم کرکے اسے بے وزن اور غیر موثر بنا دیتی ہے تو اس کی ذمہ داری میں حکمران گروہ کے ساتھ ساتھ ملک کے سیکولر سیاسی حلقے اور ان کی ہمنوا بعض مذہبی ٹولیاں بھی برابر کی شریک ہوں گی۔ یہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے راہ نماؤں اور کارکنوں کے خلوص کا ثمرہ ہے کہ ان کے پیش کردہ "شریعت بل" کو منظور کرانے کے لئے بریلوی مکتب فکر کی سرکردہ علمی و دینی شخصیات، جمعیۃ علماء اسلام پاکستان، جماعت اسلامی پاکستان، سواد اعظم اہلسنت پاکستان، مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان، جمعیۃ اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان، مجلس احرار اسلام پاکستان، خاکسار تحریک پاکستان، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، تنظیم اسلامی پاکستان، جمعیۃ اہلسنۃ والجماعۃ پاکستان اور دیگر تنظیموں پر مشتمل متحدہ شریعت محاذ پاکستان مصروف جدوجہد عمل ہے۔ اور اس کی سربراہی جمعیت کے سرپرست اعلیٰ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق دامت برکاتہم فرما رہے ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے راہ نماؤں اور کارکنوں نے ہر سطح پر متحدہ شریعت محاذ کی سرگرمیوں میں پرجوش حصہ لیا ہے۔ اور اسلام آباد اور پشاور کے عظیم الشان عام جلسوں کے علاوہ ملک گیر عوامی مظاہروں۔ نفاذ شریعت کانفرنسوں میں جوش و خروش کے ساتھ شرکت کی ہے اس کے علاوہ جمعیۃ نے اپنے پلیٹ فارم پر بھی نفاذ شریعت کی جدوجہد کے لئے سرگرمیاں جاری رکھی ہیں اور متعدد مقامات پر ڈویژنل اور ضلعی نظام شریعت کانفرنسیں اور کنونشن منعقد کرکے اس مقدس مہم میں حصہ لیا ہے۔

تحریک ختم نبوت عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانی سرگرمیوں کے سدباب کی جدوجہد میں بھی جمعیۃ علماء اسلام کے راہ نما اور کارکن ہر سطح پر پرجوش کردار ادا کرتے رہے ہیں۔

★ سینیٹ آف پاکستان میں مولانا قاضی عبداللطیف اور راقم الحروف نے متعدد مواقع پر قادیانی سرگرمیوں اور ملازمتوں میں ان کے تناسب کے بارے میں سوالات اٹھا کر رائے عامہ کو اس طرف توجہ دلانے کی کوشش کی ہے۔ اسی طرح پنجاب اسمبلی میں ہمارے ختم نبوت محاذ کے عظیم جرنیل مولانا منظور احمد چنیوٹی بھی اس سلسلہ میں مسلسل سرگرم عمل رہتے ہیں۔

★ مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان میں جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی نمائندگی مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا

میاں محمد اجمل قادری اور مولانا زاہد الراشدی کر رہے ہیں۔ اور ہر سطح پر تحریک ختم نبوت میں جمعیۃ کے کارکن شریک ہوتے ہیں۔

★ ۲۰ ستمبر کو لندن میں منعقد ہونے والی تیسری سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس میں جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے راہ نماؤں میں سے حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندی۔ مولانا زاہد الراشدی۔ مولانا میاں محمد اجمل قادری۔ مولانا فداء الرحمٰن درخواستی اور مولانا عبد الرحمٰن قاسمی نے خطاب کیا۔ اور اس کے علاوہ برطانیہ کے مختلف شہروں میں ختم نبوت کے جلسوں میں شرکت کی۔

★ کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان چلنے والے معروف مقدمہ میں مسلمانوں کی معاونت کے لئے تحریک ختم نبوت کے دیگر راہ نماؤں کے ساتھ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے راہ نما مولانا منظور احمد چنیوٹی اور علامہ خالد محمود بھی کیپ ٹاؤن تشریف لے گئے۔ اور وہاں کم وبیش تین ماہ تک قیام کر کے مسلمان راہ نماؤں اور ان کے وکلاء کو مقدمہ کی تیاری کرائی۔

★ اپریل ۸۷ء کے دوران امریکی سینیٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی کی طرف سے پاکستان کی امداد کے لئے عائد کردہ شرائط کے ضمن میں قادیانیوں کی صراحت کے ساتھ حمایت کی گئی تو امریکی شرائط کے خلاف سب سے پہلے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے آواز بلند کی۔ اور ملکی اور بین الاقوامی سطح پر مختلف حلقوں کو ان شرائط کی طرف توجہ دلا کر ان کے خلاف مؤثر آواز اٹھانے کی مہم چلائی۔ اور سینیٹ کے حالیہ اجلاس میں میں نے تحریک التوا کی شکل میں بھی اس مسئلہ کو پیش کیا۔

★ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے راہ نماؤں مولانا زاہد الراشدی اور میاں محمد اجمل قادری نے امریکہ جا کر وہاں کے مسلمانوں بالخصوص پاکستانیوں کو ان شرائط کے خلاف آواز بلند کرنے کے لئے تیار کیا۔ اور نیویارک میں مقیم مسلمانوں اور پاکستانیوں کو قادیانی سازشوں سے آگاہ کیا۔

★ مولانا زاہد الراشدی نے لندن کی عالمی ختم نبوت کانفرنس میں اپنے خطاب کے دوران اور بعد میں برطانوی وزیر اعظم کے نام ایک رجسٹرڈ لیٹر کے ذریعہ برطانوی حکومت کو مولانا اسلم قریشی کے اغوار کے سلسلہ میں کیس کے اس پہلو کی طرف باضابطہ توجہ دلائی کہ اس کیس کا بڑا ملزم مرزا طاہر احمد برطانوی حکومت کی پناہ میں ہے۔ اور برطانوی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس ملزم کو یا تو پاکستان واپس بھجوائے یا پھر خود اپنے ذرائع سے کیس کی انکوائری کر کے مرزا طاہر کی پوزیشن کو واضح کرے۔

★ جہادِ افغانستان | ہمارے برادر مسلمان پڑوسی ملک افغانستان کے غیور عوام روس کی مسلح جارحیت کے خلاف اپنے وطن کی آزادی اور دینی تشخص کے تحفظ کے لئے آٹھ سال سے جنگ لڑ رہے ہیں جو بلاشبہ جہاد ہے۔ اور جمعیۃ علماء اسلام پاکستان اس جہاد کی مکمل حمایت کر رہی ہے۔

★ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق مدظلہ العالی براہِ راست اس جہاد کی سرپرستی فرما رہے ہیں اور ان کے ہزاروں تلامذہ

جنگ میں عملاً شریک ہیں۔

★ گذشتہ سال جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے دو راہنماؤں مولانا زاہد الراشدی اور مولانا بشیر احمد شاد نے افغانستان کے اندر ارگون کے محاذ پر جاکر مجاہدین کی سرگرمیوں کا مشاہدہ کیا اور ان کی حوصلہ افزائی کی۔

★ گذشتہ دسمبر کے دوران سیالکوٹ اور ژوب میں جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی طرف سے جہاد کانفرنسوں کا انعقاد کر کے جہاد افغانستان اور بھارت کے جارحانہ عزائم کے بارے میں جماعتی موقف پیش کیا گیا۔ اور ملکی سالمیت و وحدت کے تحفظ کے عزم کا اعادہ کیا گیا۔

★ سیکولر حلقوں کی طرف سے جہاد افغانستان کی مخالفت اور افغان مجاہدین و مہاجرین کی کردار کشی پر مشتمل مکروہ پروپیگنڈہ کے جواب میں جمعیۃ علماء اسلام نے ہر سطح پر جہاد افغانستان کی حمایت کی اور مخالفین کے پھیلائے ہوئے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا۔

شیعہ جارحیت کا مسئلہ | شیعہ سنی کش مکش کی تاریخ ہمارے ملک میں بہت پرانی ہے یہ کش مکش متعدد بار فرقہ وارانہ فسادات کا باعث بن چکی ہے اور ہمارے اکابر کی کوشش ہر دور میں یہ رہی ہے کہ اس کش مکش کا دائرہ وسیع نہ ہونے پائے لیکن پڑوسی ملک ایران میں جناب خمینی کے برپا کردہ انقلاب کے بعد اس کش مکش کی نوعیت بدل چکی ہے اور شیعہ سنی کش مکش جو اس سے قبل چند مذہبی رسوم کی ادائیگی اور پبلک مقامات پر انہیں برداشت کرنے یا نہ کرنے تک محدود ہوتی تھی۔ انقلاب ایران کے بعد جنوبی ایشیا اور مشرق وسطیٰ کے ممالک میں قطعی طور پر ایک سیاسی تحریک کا رنگ اختیار کر چکی ہے۔ کیونکہ ایرانی انقلاب کے ذمہ دار حضرات شعوری طور پر اس علاقہ کے مسلم ممالک میں شیعہ اقلیتوں کو منظم سیاسی گروہوں کی شکل دے کر ان کے ذریعہ انقلاب ایران کا دائرہ ان ممالک تک وسیع کرنے کی مسلسل مہم چلا رہے ہیں۔

★ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حج بیت اللہ کے موقعہ پر ایرانی عازمین حج کے سیاسی مظاہرے اسی مہم کا حصہ ہیں۔ اور اس سال حج کے موقعہ پر حرم پاک میں ہونے والی افسوسناک خون ریزی کے پیچھے یہی ذہنیت کارفرما ہے۔

حرم پاک میں خون ریزی کے افسوسناک سانحہ کے بعد سعودی عرب کے ایک علاقہ میں شیعہ آبادی کو مسلح بغاوت کے لئے ابھارنے کی پشت پر یہی عزم کام کر رہا ہے۔

★ لبنان میں فلسطینی حریت پسندوں کے خلاف شیعہ ملیشیا کی مسلح کارروائیاں اور ظلم و ستم اس خطہ میں طاقت کے توازن کو اپنے ہاتھ میں رکھنے کے جنون کا کرشمہ ہے۔

★ کویت اور بحرین کے داخلی معاملات میں ایران کی طرف سے مداخلت کی سابقہ کارروائیاں اور اہل تشیع کو برسر اقتدار لانے کی مسلسل پس پردہ کوششیں اسی مقصد کے لئے ہیں۔

★ عراق کے ساتھ جنگ کو بند نہ کرنے پر مسلسل اصرار اور اس پر ہٹ دھرمی کا نتیجہ اس علاقہ میں امریکہ اور دوسری

عالمی قوتوں کی براہِ راست مداخلت کی صورت میں سامنے آچکا ہے ۔ اور اس کا آخری نتیجہ اس خطہ کے مسلم ممالک کی آزادی اور خود مختاری ختم ہونے کی صورت میں نکل سکتا ہے ۔

★ شام میں نصیری فرقہ سے تعلق رکھنے والے شیعہ صدر حافظ الاسد کی حکومت کے ہاتھوں اہل سنت کے ہزاروں علماء اور کارکنوں کی شہادت اور سنی اکثریت کی مظلومانہ زندگی کے تسلسل کو بھی اس مجموعی تناظر سے الگ نہیں کیا جا سکتا ۔

اس پس منظر میں ایرانی انقلاب کے بعد پاکستان میں اہل تشیع کی نئی سرگرمیوں کا تجزیہ کیا جائے تو ان کا رُخ بھی بالکل واضح اور متعین دکھائی دیتا ہے کہ :۔

★ فقہ جعفریہ کے متوازی نفاذ کا مطالبہ کر کے پاکستان میں نفاذِ اسلام کے مسئلہ کو فرقہ وارانہ بنا دیا گیا ہے ۔ اور سیکولر حلقوں کو یہ پروپیگنڈہ کرنے کا موقعہ فراہم کیا گیا ہے کہ نفاذ اسلام ایک فرقہ وارانہ مسئلہ ہے ۔ اس لئے فرقہ واریت سے بچنے کی صورت یہی ہے کہ ملک میں سیکولر نظام کو قبول کر لیا جائے ۔

★ اہلسنت کی آبادیوں ، بازاروں اور عبادت گاہوں کے سامنے سے ماتمی جلوس زبردستی گذارنے پر اصرار کر کے مذہبی کشیدگی کو خانہ جنگی کی طرف لے جایا جا رہا ہے ۔ جس کا نتیجہ خلیج کی طرح پاکستان کے اندر بھی بیرونی طاقتوں کی مداخلت کی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے ۔

★ گلگت ، دیامر ، بلتستان ، ہنزہ اور سکردو پر مشتمل شمالی علاقہ جات میں پرنس کریم آغا خان کی مسلسل دلچسپی اور کروڑوں روپے کی سرمایہ کاری کے ساتھ اس خطہ کو الگ صوبہ بنانے کی سازباز بھی اسی خواہش کی آئینہ دار ہے ۔ کہ پاکستان میں ایک مستقل شیعہ ریاست قائم کر کے اسے پورے ملک میں شیعہ سیاست کی بالادستی کا ذریعہ بنایا جائے ۔ جب کہ یہ علاقہ بین الاقوامی دستاویزات میں کشمیر کا حصہ شمار ہوتا ہے ۔ اور اسے کشمیر سے الگ کر کے پاکستان کا صوبہ بنانے سے بین الاقوامی سطح پر مسئلہ کشمیر کمزور پڑ جائے گا ۔ لیکن اس کی پرواہ کئے بغیر اس علاقہ کو مستقل صوبہ بنانے کی سازباز کو پروان چڑھایا جا رہا ہے ۔ ہم ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی کو بڑھانے کے حق میں نہیں ہیں اور اسے ملک و قوم اور دین کے اجتماعی مفاد کے خلاف سمجھتے ہیں ۔ لیکن مذکورہ بالا پس منظر میں شیعہ جارحیت اور اس کے بڑھتے ہوئے سیاسی عزائم کو نظر انداز کر دینا بھی ملک و قوم اور ملک کی اکثریتی آبادی کے مفاد میں نہیں ہو گا ۔ یہی وجہ ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے سیاسی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے شیعہ جارحیت کے مقابلہ میں ہر سطح پر اہلسنت کی اجتماعی جدوجہد میں عملاً شرکت کی ہے ۔

★ کراچی میں علامہ بنوری ٹاؤن کی جامع مسجد کے عظیم دینی مرکز جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے سامنے سے ماتمی جلوس زبردستی گذارنے کی حکومتی پالیسی کے نتیجہ میں ایک نوجوان شہید اور چار زخمی ہوئے اور مولانا مفتی احمد الرحمٰن ، مولانا اسفندیار خان اور مولانا اقبال احمد سمیت سینکڑوں راہنما اور کارکن گرفتار کر لئے گئے ۔ سواد اعظم اہل سنت کی اس جدوجہد میں ان کی حمایت و معاونت کے لئے راقم الحروف کے علاوہ مولانا قاضی عبد اللطیف ، علامہ خالد محمود اور مولانا زاہد الراشدی

کراچی گئے اور لانڈھی جیل میں اسیر راہ نماؤں سے ملاقات کے علاوہ مختلف اجتماعات اور پریس کانفرنس کے ذریعہ سوادِ اہل سنت کی حمایت کا اعلان کیا۔

★ کوہاٹ میں اہل سنت کے خلاف حکومت کے جانب دارانہ اور متشددانہ رویہ کے نتیجہ میں ایک نوجوان شہید ہو گیا اور جاوید پراچہ سمیت متعدد سنی راہ نما گرفتار کر لیے گئے۔ راقم الحروف نے خود کوہاٹ جا کر علماء کرام اور کارکنوں سے ملاقاتیں کیں۔ اور وہاں کے اہلسنت کے مطالبات اور موقف کی حمایت کی۔

★ لیہ اور جھنگ میں چار نوجوانوں کی شہادت اور درجنوں کے زخمی ہونے کے بعد مولانا حق نواز جھنگوی اور ان کے رفقاء کو قتل کے جھوٹے کیس میں گرفتار کیا گیا ہے۔ اس دوران مولانا قاضی عبد اللطیف اور مولانا زاہد الراشدی نے خود جھنگ جا کر سپاہ صحابہؓ کی جدوجہد کی حمایت کی اور ملک میں ہر سطح پر ان کے مطالبات کی حمایت کی جا رہی ہے۔

★ ماتمی جلوس ہی کے تنازعہ میں اٹک میں دو اور گولڑہ میں ایک صاحب شہید ہو گئے۔ اس سلسلہ میں اٹک شہر میں منعقد ہونے والی بہت بڑی کانفرنس سے دوسرے راہ نماؤں کے علاوہ مولانا محمد اجمل خان، راقم الحروف، مولانا زاہد الراشدی اور دیگر جماعتی زعماء نے خطاب کر کے اہلسنت کے مطالبات اور موقف کی حمایت کی۔

★ گذشتہ ہفتہ کے دوران مولانا عبد الحکیم، مولانا قاضی عبد اللطیف صاحب، مولانا قاری عزیز الرحمن ہزاروی، مولانا عبد العزیز جلالی، مولانا قاری میاں محمد اور مولانا قاری محمد زرین پر مشتمل جماعتی وفد نے گلگت ڈویژن کا دورہ کر کے وہاں کی صورت حال کا جائزہ لیا۔ اور شمالی علاقہ جات کے عوام کو درپیش مسائل و مشکلات اور اس علاقہ کی آئینی حیثیت کے تعین کے بارے میں وہاں کے راہ نماؤں سے بات چیت کی۔

★ رحیم یار خان میں ملک بھر کے سنی راہ نماؤں کی گرفتاریوں کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کرنے پر پولیس نے جمعیۃ علماء اسلام کے راہ نماؤں مولانا عبد الرؤف ربانی اور مولانا قاری حماد اللہ شفیق اور مجلس احرار اسلام کے راہ نما مولانا حافظ محمد اکبر کو گرفتار کر لیا۔ اور مظاہرین پر تشدد کیا گیا۔ مولانا زاہد الراشدی نے رحیم یار خان کا دورہ کر کے صورت حال کا جائزہ لیا اور پریس کانفرنس کے ذریعہ اہلسنت کے مطالبات کی حمایت کا اعلان کیا۔

بیرونی دورے | گذشتہ سال کے دوران جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے متعدد اکابر اور راہ نماؤں کو بیرونی ممالک کے دوروں پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اور ان مواقع پر دینی اجتماعات سے خطاب کرنے کے علاوہ شریعت بل کی جدوجہد سے ان ممالک کے علماء اور عوام کو آگاہ کیا گیا اور جمعیت علماء اسلام پاکستان کے بیرون ملک تعارف میں اضافہ ہوا۔

★ حضرت الامیر مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم، حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب اور مولانا فداء الرحمن درخواستی نے سال رواں کے آغاز میں بنگلہ دیش کا دورہ کیا اور پرانے جماعتی احباب سے ملاقاتوں کے ساتھ ساتھ ڈھاکہ اور سلہٹ کے متعدد دینی مدارس کے تبلیغی اجتماعات سے خطاب کیا۔

★ مولانا منظور احمد چنیوٹی اور مولانا زاہد الراشدی نے ایران کا گیارہ روزہ دورہ کیا اور واپسی پر وہاں کی مجموعی صورت حال بالخصوص اہلسنت کے حالات اور مظلومیت کے بارے میں بیانات اور مضامین کے ذریعہ ملکی اور بین الاقوامی پریس میں آواز اٹھائی۔

★ مولانا زاہد الراشدی نے متحدہ عرب امارات، مصر، امریکہ، برطانیہ اور سعودی عرب کا دورہ کیا۔

★ علامہ خالد محمود اور مولانا منظور احمد چنیوٹی نے جنوبی افریقہ اور سعودی عرب کا دورہ کیا۔

★ مولانا میاں محمد اجمل قادری نے سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، امریکہ، کینیڈا اور برطانیہ کے متعدد دورے کئے۔

★ مولانا فداء الرحمٰن درخواستی نے برطانیہ، فرانس، کینیڈا اور امریکہ کا دورہ کیا اور ابھی وہ بیرونی دورہ سے واپس تشریف نہیں لائے۔

★ حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندی مدظلہ العالی اور ان کے فرزند مولانا عبدالرحمٰن قاسمی بھی سال کا کچھ حصہ بیرونی اسفار میں صرف کرتے ہیں۔ اور ہر جگہ جمعیۃ علماء اسلام کی دینی محنت کو ان کی سرپرستی اور معاونت حاصل رہتی ہے۔

بزرگان محترم! یہ ہے ایک حلقہ سا خاکہ جو مختلف محاذوں پر جماعتی کارکردگی کی ایک رپورٹ کی صورت میں آپ کے سامنے رکھا گیا ہے ہمیں احساس ہے کہ جتنا کام ہونا چاہیئے تھا ہم اس دوران نہیں کر سکے۔ لیکن ہماری کوشش ہو گی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ حضرات کے تعاون کے ساتھ ہماری آئندہ کارکردگی پہلے سے بہتر ہو۔ آپ سب بزرگ اور دوست مل کر دعا بھی فرمائیں اور دعا کے ساتھ ساتھ دوا اور سبب کے طور پر آپ سب حضرات کا تعاون بھی ضروری ہے۔ کیونکہ یہی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلوص کے ساتھ اکابر کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق دیں۔ آمین یا الٰہ العالمین

بیادِ مجلسِ شیخ الحدیث

صحبتے با اہلِ حق

افادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ
ضبط و ترتیب ـــــ : ـــــ مولانا عبدالقیوم حقانی

سانحہ بنوری ٹاؤن کراچی | ۱۴ر نومبر پاکستان کے مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد ولی حسن ٹونکی ۔ اقرا ڈائجسٹ کے مدیر مولانا جمیل خان صاحب اور ان کے رفقاء پر مشتمل ایک وفد دارالعلوم حقانیہ تشریف لایا ۔ سانحہ بنوری ٹاؤن اور ملک کی تازہ ترین صورت حال پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے دفتر اہتمام میں باہمی مشاورت کی ۔ پھر حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں ان کے دولت کدہ پر وفد حاضر ہوا ۔ حضرت شیخ مدظلہ نے بڑے پرتپاک انداز سے وفد کا استقبال کیا اور ان کی آمد و تشریف آوری کو اپنے لئے احسان اور دارالعلوم کے لئے نیک فال قرار دیا ۔ حضرت مولانا مفتی محمد ولی حسن مدظلہ نے سانحہ بنوری ٹاؤن کا پس منظر اور تازہ ترین صورت حال بیان فرمائی ۔ حضرت شیخ مدظلہ بعض افسوسناک واقعات پر بڑے رنجیدہ ہوئے ۔ مفتی صاحب نے عرض کیا حضرت ہم تو دعا کے لئے حاضر خدمت ہوئے ہیں ۔ اور سرپرستی کی درخواست کرتے ہیں ۔ وسط ربیع الاول کے بعد ملک بھر میں اہلسنت والجماعت کے حقوق کے تحفظ کے لئے تحریک چلانے کا علماء فیصلہ کر چکے ہیں ۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا ۔ یہ فیصلہ مبارک ہے یہ اقدام قابلِ تحسین ہے ۔ میری حالت ، پیرانہ سالی اور ضعف تو آپ کو معلوم ہی ہے تاہم جب بھی ضرورت پڑے تو ناموسِ صحابہؓ اور تحفظ اسلام کی خاطر تو ان شاء اللہ آپ مجھے اپنے ساتھ پائیں گے ۔ برخوردار سمیع الحق کو بھی میں نے کہہ دیا ہے کہ اس وقت اہل سنت پر حکومت کے مظالم اور اقلیتی فرقہ کی سرپرستی و تحفظ میں حکومت کی سراسر جانبداری سے اہل اسلام کے جذبات مجروح ہو رہے ہیں ۔

حضرت مفتی صاحب نے دوبارہ دعا کے لئے عرض کیا تو ارشاد فرمایا ۔ مجھے خود آپ جیسے بزرگوں کی شفقتوں اور دعا کا احتیاج ہے ۔ کہ اللہ کریم دین کی خدمت کا کام لے لے ، ساری عمر غفلت بے پرواہی میں ضائع کر دی شاید اب بھی آپ کی برکتوں اور دعاؤں کے صدقے اللہ پاک دین کا کام لے لے ۔

حضرت مفتی صاحب نے رخصت چاہی تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا ۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب مولانا اسفندیار صاحب کی گرفتاری اور قربانی ملک میں اسلامی انقلاب کا ذریعہ بنے گی ۔ خدا تعالیٰ ان کی عظیم قربانیوں کو رائیگاں نہیں کرے گا ۔

مہمان محترم مولانا سعید احمد خان سے ملاقات (۱۲ نومبر) حجاز مقدس سے حضرت مولانا سعید احمد خان مدظلہ اپنے رفقاء کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ گھر تشریف لے جا رہے تھے ساڑھے بارہ بج چکے تھے کہ اچانک ان کی تشریف آوری ہوئی تو واپس دفتر اہتمام میں تشریف لائے اور ان کی ضیافت کا اہتمام کیا۔

مولانا سعید احمد خان نے عرض کیا حضرت! ۲۰ سال کے بعد اب دوسری مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضری کی توفیق ہوئی مجھے آپ سے ملاقات اور زیارت کی بڑی تمنا تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے آج آپ سے ملاقات کا موقعہ مرحمت فرمایا۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا۔ آپ کے قدم مبارک ہیں۔ دارالعلوم اور اس کے خدام آپ کے قدوم میمنت سے سعادت مند ہوئے۔ کہاں ہم گناہ گار اور کہاں آپ بزرگوں کی تشریف آوری؟ آپ کو تو ۴۷ء سے حجاز مقدس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس اور مجاورت کی عظیم سعادت حاصل ہے۔

مولانا سعید خان نے عرض کیا۔ حضرت یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ مجھے آپ کی ملاقات سے مشرف فرمایا۔ میں حج کے موقعہ پر پاکستان سے آنے والے عازمین حج سے آپ کی خیر و عافیت اور حالات دریافت کرتا رہتا ہوں۔ آپ کی بیماری اور ضعف کی خبروں سے پریشانی ہوتی ہے۔ ہمارے پاس تو دعا کے سوا کچھ نہیں۔ ہر وقت دعا کرتا رہتا ہوں۔ میرے حضرت! آپ کی زیارت سے، آپ کی ملاقات سے، میرا ایمان تازہ ہوا۔ مجھے ایمان میں ترقی محسوس ہوئی۔

حضرت الشیخ نے فرمایا۔ یہ آپ کا حسن ظن ہے آپ کا باطن پاک ہے۔ خدا تعالیٰ مجھے بھی اس کا اہل بنا دے۔

احترام اساتذہ مولانا سعید خان نے کچھ اساتذہ کا تذکرہ اور ان کی محبت اور ادب و احترام اور اس کے برکات کا ذکر فرمایا تو حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو لوگ اساتذہ سے محبت، ان کی خدمت اور ان سے عقیدت رکھتے ہیں۔ دل و جان سے ان کا اکرام کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو ضائع نہیں فرماتے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کو جو اللہ نے عظیم مقام بخشا اس میں ان کی ذہانت، ذاتی فراست کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی خدمت و احترام اور ادب و محبت کا بھی دخل ہے۔ کہتے ہیں زندگی بھر ۱۵ اپنے استاد حضرت حمادؒ کے گھر کی طرف پاؤں کر کے نہیں سوئے۔

مولانا سعید خان نے کچھ تواضع اختیار کی تو حضرت الشیخ مدظلہ نے ارشاد فرمایا: محترم! آپ حرمین الشریفین سے آئے ہوئے مہمان ہیں۔ آپ تو ہمارے سروں کے تاج ہیں آپ کو تو خدا تعالیٰ نے عظیم نعمت اور نسبت بخشی ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کی برکتوں اور تشریف آوری کے طفیل دارالعلوم کو بھی عزت و شرافت اور مزید خدمت و اشاعت دین کی توفیق عطا فرمائے ارشاد فرمایا۔ ظہر کی نماز قریب ہے دارالعلوم کے طلبہ سے ضرور خطاب فرمانا۔

حضرت کے ارشاد کے مطابق مولانا سعید خان مدظلہ نے ڈیڑھ گھنٹہ خطاب بھی فرمایا۔

علمی اور روحانی ترقی میں اساتذہ و مشائخ کی دعا اور توجہ کے اثرات ۱۲ نومبر حسب معمول بعد العصر مجلس شیخ الحدیث مدظلہ میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ اپنے محبین و مستفدین اور طلبہ و اساتذہ دارالعلوم

کے حلقے میں گھرے ہوئے تھے۔ بنوں، ڈیرہ اور پشاور سے آئے ہوئے مہمان بھی حاضر خدمت تھے۔ مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ اچھا ہوا تم آگئے۔ وہ مدینہ منورہ سے آئے ہوئے مہمان مولانا سعید خان صاحب مدظلہ کا کیا ہوا۔ انہوں نے طلبہ سے خطاب کیا یا نہیں۔ میں نے تو انتظامیہ اور اساتذہ کو تاکید کر دی تھی کہ یہ مہمان بڑا محترم اور جوار رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے ہوئے ہیں ان کی خدمت اور احترام کا پورا پورا خیال رکھنا۔

احقر نے عرض کیا۔ حضرت انہوں نے طلبہ سے ڈیڑھ گھنٹہ خطاب فرمایا۔ بڑے خوش تھے اور اساتذہ وطلبہ نے ان کا بھرپور اکرام کیا۔ تو حضرت مدظلہ بڑے خوش ہوئے۔ اور اکرام واحترام اکابر اور خدمت اساتذہ کی بات چل نکلی تو ارشاد فرمایا ہم شب و روز مادی سلسلہ میں دیکھتے ہیں کہ اولاد میں جو باپ کے زیادہ قریب، اور اس کے کام کو پورا کرنے والی اور خدمت بجالانے والی ہوتی ہے اسے والدین کی نگاہوں میں عزت حاصل رہتی ہے۔ اور دنیوی ترقی کے بھی راستے کھلتے ہیں روحانی سلسلہ میں بھی یہی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ روحانی اولاد میں جو بچے یعنی طلبہ اپنے روحانی والدین یعنی اساتذہ کی خدمت کرتے ہیں اور انکی نگاہوں میں بھی وقار حاصل رہتا ہے۔ اور علمی ودینی اور روحانی ترقی کے راستے بھی ایسوں ہی کے لئے کھلتے ہیں۔ تو روحانی ترقی اور علمی منزلت کے حصول میں ادب واحترام اور اساتذہ کی شفقت اور دعاؤں کو خاص الخاص اہمیت حاصل ہے۔

فضلائے حقانیہ کا مادر علمی سے تعلق

اسی ضمن میں جب بعض فضلائے حقانیہ کا تذکرہ چھڑا تو ارشاد فرمایا کہ ہم نے دیکھا کہ فضلاء حقانیہ میں جن طلبہ نے اپنی مادر علمی سے خلوص ومحبت، ادب واحترام اور خدمت وتعلق کا قریبی تعلق رکھا۔ خدا نے انہیں برکت دی۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان کے اکثر دینی مدارس ہیں، جہاد افغانستان کے میدان کارزار میں، متحدہ عرب امارات، لندن اور دنیا بھر کے مختلف ممالک میں فضلائے حقانیہ مصروف خدمت دین ہیں یہ سب مادر علمی سے عقیدت اور اساتذہ کی شفقت اور دعاؤں کی برکات ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب شیخ مدنیؒ کے فیوض وبرکات کا ثمرہ ہے۔

خدمت اساتذہ اور خدمت والدین کے خاصیتی اثرات

والدین کی خدمت سے عمر میں برکت ہوتی ہے اور اساتذہ کی خدمت سے علم میں برکت ہوتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ان خدمات کے یہ خاصیتی اثرات ہیں جو ان پر مرتب ہوتے ہیں۔ چینی کی اپنی لذت ہے اور گڑ کا اپنا ذائقہ ہے۔ مٹھائی کی اپنی چاشنی ہے جو چیز کھائی جائے گی اس کی ذاتی خاصیت کی بنا پر اس کے اثرات وثمرات اور نتائج مرتب ہوں گے تو والدین کی خدمت سے زیادہ عمر اور اساتذہ کی خدمت سے زیادہ علم اور خدمت علم کے اثرات اور نتائج مرتب ہوتے ہیں۔

مولانا سید حسین احمد مدنی کا انوکھا اور نرالا مقام

بعض مخلص اور محنتی فضلائے حقانیہ کا تذکرہ ہوا۔ تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا۔ یہ تو ہر ایک طالب علم کی اپنی مزاجی افتاد ہے کہ استاد کے دل میں کس طرح اپنا گھر بناتے ہیں۔ فرمایا حضرت شیخ الہند کے تلامذہ بہت تھے۔ خدام بھی بہت تھے۔ ہر شاگرد دل وجان سے نثار ہونا چاہتا ہے۔ مگر ان میں جو مقام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کو ملا وہ تو سب سے انوکھا اور نرالا ہے۔ اور جتنا فیض

حضرت مدنی کا پھیلا اس کو کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ آج برصغیر میں علم حدیث کی جو خدمت ہو رہی ہے اور جگہ جگہ مدارس قائم ہیں سب بالواسطہ یا بالغیر الواسطہ شیخ مدنیؒ کے فیوض و برکات ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ العرب والعجم حضرت مدنی نے اپنے استاذ کے ساتھ قرب و محبت، اخلاص و خدمت اور تعلق و اختصاص کا جو مقام حاصل کر لیا تھا وہ دوسروں کو حاصل نہ ہو سکا۔

فضلائے حقانیہ بھی علوم و معارف علماء دیوبند کے امین ہیں!

دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء میں بھی مراتب اور درجات ہیں مگر یہ تو خدا کا فضل ہے کہ سب سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی ہے کہ علم حدیث اور معارف علماء دیوبند کے امین و خدام ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ دارالعلوم حقانیہ کو علماء حق اور اکابر اساتذہ دیوبند کی دعائیں اور شفقتیں و عنایتیں حاصل ہیں۔ اس لئے اللہ پاک اس کے قیام و ترقی اور استحکام کے اسباب پیدا فرماتے ہیں۔ لوگ جتنی مخالفت کرتے ہیں دشمنی کرتے ہیں اللہ پاک اسے اتنا زیادہ آگے بڑھاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ دارالعلوم کے خدام، منتظمین، اساتذہ اور طلبہ و متعلقین کو خلوص کی دولت عطا فرمائے۔

کیا عجب کہ باری تعالیٰ مجاہدین کے ساتھ میدان جہاد میں کھڑا کر دے

۱۶ نومبر۔ حسب معمول حضرت اقدس شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی مجلس عصر میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ کے علاوہ افغان مجاہدین کی بھی ایک جماعت حاضر خدمت تھی۔ مجاہدین کی اس جماعت میں دارالعلوم کے قدیم طلبہ اور بعض فضلاء بھی آئے ہوئے تھے۔ مولانا سعید اللہ صاحب حقانی جو دارالعلوم کے فاضل اور اب کئی سالوں سے جہاد افغانستان کے میدان کارزار میں مولانا جلال الدین حقانی کے ساتھ شانہ بشانہ بطور کمانڈان مصروف عمل ہیں۔ انہوں نے حضرت مدظلہ سے عرض کیا۔ حضرت! میری حاضری کا مقصد زیارت و ملاقات، حصول دعا اور طلب اجازت ہے کہ اب تک میں مجاہدین کے دینی مدارس میں تدریس کے ساتھ پکتیا اور خوست کے مختلف محاذوں پر لڑائیوں میں بھی شریک ہوتا رہا ہوں۔ اب میرے بارے میں فیصلہ یہ کیا گیا ہے کہ میں ابوظہبی جا کر وہاں مجاہدین کے دفاتر کا کام سنبھال لوں۔ اس سفر کی اجازت مرحمت فرمانے کے ساتھ ساتھ اپنی توجہات اور استقامت کے لئے خصوصی دعاؤں میں بھی حصہ وافر عطا فرمائیں۔ پھر موصوف نے فرداً فرداً اپنی جماعت کے رفقاء کا تعارف کرایا۔

حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ نے ان کی گفتگو بڑی توجہ سے سنی۔ بڑی توجہ و ابتہال اور تضرع والحاح کے ساتھ ان کے لئے دعا کرتے رہے۔ پھر اپنے ہاتھ سے مجاہدین میں نقدی بھی تقسیم فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا۔ کاش! باری تعالیٰ اس کا موقع مرحمت فرماتے۔ کہ اپنے مجاہدین بھائیوں بالخصوص فضلائے حقانیہ کے ساتھ میدان کارزار میں شانہ بشانہ کام کرتا، کیا عجب تقدیر خداوندی ہم گنہ گاروں کی ستر پوشی کر دے اور غیب سے ایسی کوئی صورت بنا دے کہ خدا تعالیٰ مجاہدین بھائیوں کے ساتھ میدان جہاد کی صف میں کھڑا کر دے۔

افغان راہ نما مولانا محمد یونس خالص کی امریکی صدر ریگن سے ملاقات

جہاد افغانستان کی مناسبت سے احقر نے

عرض کیا حضرت! دارالعلوم حقانیہ اور آپ حضرات کی خصوصی تربیت کے بڑے اثرات اور انقلابی نتائج ظاہر ہو رہے ہیں یہ پرسوں جو اقوام متحدہ میں افغان مجاہد راہنما مولانا محمد یونس خالص نے امریکہ کے صدر ریگن سے ملاقات کی، اور انہیں سامنے جماعتوں کی قیادت اور لیڈرشپ بھی حاصل ہے۔ یہ سب دارالعلوم کے برکات ہیں۔

ارشاد فرمایا جی ہاں! ہماری کیا حیثیت ہے اور ہمارے کیا برکات ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالا ہوا ہے۔ یہ مولانا یونس خالص صاحب کا اپنا اخلاص وللہیت اور دیانت وجذبہ جہاد ہے۔ جس نے ان کو اس مقام تک پہنچایا ہے انہوں نے پوری دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے انہوں نے بتایا تھا کہ میں صدر ریگن کو اسلام کی دعوت بھی دوں گا۔ ان کی ملاقات اور مذاکرات بڑے جرات مندانہ اور اپنے موقف پر استقامت کے ساتھ ساتھ، اللہ کے جاہ وجلال پر ان کی نظر تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابی بخشی۔ اس سے مجاہدین کے حوصلے بلند ہوئے ہیں۔ مولانا محمد یونس خالص تو دارالعلوم کے قدیم فاضل ہیں ابھی دارالعلوم مسجد میں تھا انہوں نے دو دفعہ دورہ حدیث پڑھا ہے۔ منطق اور فلسفہ کی بھی تمام کتابیں پڑھیں وہ زمانہ طالب علمی میں یہاں کی تعلیمی پالیسی، جماعتی کام اور دارالعلوم کے نظام کو دیکھ کر کبھی کبھی کہا کرتے کہ جب خدا مجھے حصول علم میں کامیابی عطا فرمائے گا تو میں بھی ایک جماعت اور اسی طرح خدمت دین کا ایک منظم پروگرام بناؤں گا۔

کسے کیا خبر تھی کہ اکوڑہ کے اس گمنام محلہ میں لوگوں کے ٹکڑوں پر پلنے والے یہ فقیر اور درویش اپنے لباس میں شیر ہیں۔ مستقبل کا عظیم مجاہد اور انقلابی رہنما ہیں۔

باری تعالیٰ فتح مندیوں اور کامیابیوں سے سرفراز فرمائے اس نے تو ہماری روح کو تازہ کر دیا ہے۔ اب شدت سے ان کی واپسی اور ملاقات کا انتظار ہے باری تعالیٰ اسے تمام فضلاء حقانیہ، مجاہدین اور افغان رہنماؤں کو عافیت سے رکھے۔ اور کامیابیاں عطا فرمائے۔

افغان مجاہدین سے نسبت خدمت بھی آخرت کا وسیلہ نجات ہے	آج حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ مولانا محمد یونس خالص کی کامیابی کی وجہ سے بڑی بشاشت اور جمال میں تھے حالانکہ صبح کو دوران سر کی تکلیف بڑھ گئی تھی

عصر کے وقت بھی اس کا اثر باقی تھا مگر مجاہدین کی ملاقات اور مولانا یونس خالص کی فتوحات نے حضرت کو اپنے درد والم سے بے غم کر دیا تھا اور آپ آج مجاہدین کا بار بار تذکرہ کر کے خوش ہو رہے تھے۔

ارشاد فرمایا، ہمارے عمل وغیرہ تو کچھ بھی نہیں ان مجاہدین سے نسبت خدمت ہے۔ یقین ہے کہ یہی وسیلہ نجات بنے گا۔

خاکساران جہاں را بہ حقارت منگر　　شاید کہ دریں گرد سوارے باشد　(ع ق ح)

مولانا سمیع الحق

بمصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

ربیع الاوّل کا مہینہ گذر چکا ــــ وہ مبارک ماہ جس میں فخر کائنات رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر خداوند عالمین نے اس عالم ہست وبود پر اپنی رحمتوں اور نعمتوں کی تکمیل فرمائی - وہ ذات قدسی صفات جن کے ذریعہ دنیا سے نہ صرف شرک وجہل کا قلع قمع ہوا بلکہ ظاہر پرستی کی تمام انواع، رسومات باطلہ، لہو ولعب اور بدعات وخرافات کی تمام اقسام کی بیخ کنی بھی کی گئی۔ اس رسول برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق ہے کہ اس کے نام لیواؤں کی زندگی کا ہر لحظہ اس کی عظمت واحترام سے معمور اور دل کی ہر دھڑکن اس کی توقیر وتکریم کی ترجمان ہو کہ امت مرحومہ کی نجات اور فلاح تو صرف اسی اتباع پر موقوف ہے۔ اس لحاظ سے ایک مسلمان کی حیات مستعار کا ہر لمحہ اس کے لیے عید میلاد اور تذکار رسول ہے نہ کہ سال بھر کے چند ایام کی دو چار مجلسیں اور محفلیں ــــ مگر صد حیف وافسوس کہ آج محمد عربیؐ کے عشق ومحبت کے دعویدار "عید میلاد النبی" پر یہ وقتی اور سطحی ذکر وتذکار بھی کس طرح منا رہے ہیں؟ اس کی کچھ جھلکیاں سیرت مقدسہ کے نام پر جلسوں، جلوسوں کی رویدادوں میں قوم کے سامنے آچکی ہیں۔ بازاروں میں شور وغل، فلمی دھنوں اور گانوں کی بھرمار، رسوم ورواج کی یلغار، اور فسق وفجور کا طوفان۔ مردوں اور عورتوں کی ہڑبونگ، غرض دلوں کی دنیا سیاہ اور تاریک عظمت وتقدیس کا شائبہ تک معدوم۔ مگر گلیاں اور کوچے قمقموں اور جھنڈیوں سے آراستہ ــــ ہائے ملت محمدیہؐ کی حرماں نصیبی کہ محمد عربی علیہ السلام (فداہ الثقلین) کے نام پر ٹویسٹ ناچ اور مردوں کا عورتوں پر یلغار، نہ فکر ننگ وناموس، نہ احساس صوم وصلوٰۃ گویا رسول الثقلین کی یاد نہ ہوئی بلکہ یہود ونصاریٰ کا کرسمس اور عہد جاہلیت کا جشن نوروز کہ پوری قوم اس مبارک دن اپنے آپ کو اخلاق وشرافت وقار وتمکنت، سنت وشریعت کی تمام بندشوں سے آزاد سمجھنے لگی۔ اپنے محسنین کی یاد کا یہ انداز تو مادر پدر آزاد فرنگ کا ہے مسلمانوں کا نہیں۔

محسن کائنات کے عشق ومحبت کے دعویدار کچھ تو ہوش کے ناخن لو، ندائی عشق کے ساتھ جام شریعت تھامنا بھی ضروری ہے وہ عشق ومحبت تو نری ہوسناکی ہے جو محبت، اطاعت اور عظمت سے خالی ہو۔ وہ سراسر بے تمیزی اور نفس پرستی ہے تمہاری زبانوں پر تو محبوبؐ کا ورد ہے مگر عملاً تمام طور طریقے محبوب کے دشمنوں کے اختیار کر رکھے ہیں۔ اس کی لائی ہوئی تعلیمات اور ہدایات کا ایک ایک حصہ ادھیڑ اور اس کی سنتوں کی بنیادیں ڈھا رہے ہو اور پھر یہ سب کچھ اس کی یاد منانے کے نام پر۔ اس عہد شقاوت میں کیا سیرت نام صرف غل غپاڑے، رقص وسرود اور بازاروں کے ہڑبونگ کا رہ گیا ہے؟ تم میں سے کتنے تھے جنہوں نے سات آٹھ گھنٹے اس کے نام پر جلوس میں تو گذارے مگر کیا اولین رکن اسلام نماز کا خیال تک بھی ہوا؟ جب کہ عالم نزع میں تمہارے آقا

کی ڈوبتی ہوئی روح سے بھی الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی صدائیں آرہی تھیں۔ تعلیم تو تمہارے آقاؐ کی یہ تھی کہ راہ چلتے نگاہیں نیچی رکھو، اکڑ کر نہ چلو، اس نے فرمایا کہ نامحرموں کی طرف نگاہ اٹھانا بھی ضیاعِ دین و ایمان ہے۔ اس نے چاہا کہ تم ایک باوقار اور سنجیدہ امت بن جاؤ۔ انہوں نے فرمایا کہ خواہ نماز جماعت تم سے فوت بھی ہو جائے مگر اس کے لئے اچھل کود کر دوڑنا نہیں۔ فرمایا کہ کسی حال بھی وقار و سکینت کے رشتے تمہارے ہاتھ سے نہ چھوٹنے چاہئیں۔ پھر اس کی عظمت و تقدیس کا تو یہ عالم تھا کہ سیدنا فاروقِ اعظمؓ جیسے صحابہ کی آوازیں اس کی مجلس میں پست ہو جاتیں کہ اس اللہ نے اس کی آواز پر اپنی آوازیں اونچی کرنے والوں کو بھی حبطِ اعمال (اعمال کی بربادی) کی وعید سنائی تھی۔ تو کیا تمہارا یہ دھوم دھڑکا اور یہ چیخ و پکار تمہارے حبطِ اعمال کا موجب نہ بنے گا؟ تمہارے رسولِ اعظمؐ نے تو ہر لمحہ تمہیں بدعت سے روکا۔ کہ بدعت بظاہر جتنی بھی دلکش و دلاویز ہو مگر بالآخر یہ لعنت ملت کے لئے زہر ہلاہل ثابت ہو کر رہتی ہے اور یہ بدعت کی ہلاکت آفرینی ہی تو تھی۔ اب تم نے روضۂ اطہر کی شبیہ بنا کر اس کے ساتھ حقیقی مزار مبارک کا معاملہ شروع کر دیا ہے اور آئندہ چل کر تم بیت اللہ کی تمثال کا طواف و زیارت بھی کر بیٹھو گے۔ متاعِ دین و خرد ایسی غارت ہوئی کہ بدعت کی یہ تباہ کاریاں امت کی اکثریت کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ اور شیطان نے ہمارے اعمال کو سجا سجا کر ہمارے سامنے رکھ دیا ہے ---- وہ بھی کیا [illegible] تھا کہ حضرت حسن بصریؒ نے ایک بار کوئی بدعت دیکھی تو شدتِ غم کی وجہ سے کئی دن تک انہیں پیشاب کی بجائے [illegible] ہمارے اکابر اور محققینِ امت کی یہی دور اندیشی اور فراستِ ایمانی تھی کہ انہوں نے میلاد النبیؐ کے نام پر اس سوداگری کی [illegible] سے مخالفت کی۔ مگر انہیں "دشمنِ رسولؐ" اور کن کن القاب سے نوازا گیا۔ مگر آج تم خود سر پکڑ کر بیٹھ گئے ہو کہ اس کا کیا علاج و تدارک ہو؟ خدا کرے پچھلے ماہ کے یہ تلخ واقعات ہمارے دل و دماغ کے لئے تازیانۂ عبرت بن جائیں۔ اور [illegible] دلوں میں ایمان کی کوئی چنگاری باقی ہو تو پھر سلگ اٹھے۔ اور ہمارے اعمال و افعال رسولؐ کی سچی محبت، اطاعت و اتباع کے نور سے جگمگا اٹھیں۔ ورنہ یاد رکھو! بازاروں کے اس ہڑبونگ، چمٹوں اور باجوں کی اس جھنکار گانوں اور نعروں کے ان ہنگاموں سے رسولِ مقبولؐ کی روح مبارک خوش تو کیا ہوئی بلکہ بار بار انہیں تمہاری ان مذموم حرکات سے جو روحانی اذیت پہنچ رہی ہے اس کے وبال سے یہ بالآخر ساری کائنات اجڑ جائے گی اور عرش و فرش بھی لرز اٹھے گا۔ کیا ان حالات میں ملتِ محمدی کے سنبھلنے کا کوئی امکان ہے؟ کیا ہمارے دلوں کے قفل کبھی ٹوٹ بھی جائیں گے؟ وہ اجنبی جو دلوں کے اندھے ہیں۔ لیکن سائنس و حکمت کے زور سے لوگوں کی گئی ہوئی بینائی واپس لوٹا رہے ہیں۔ مگر ہماری کوتاہ بینی کا یہ عالم ہے کہ دلوں کی تاریکی کے ساتھ ہماری آنکھیں بھی اندھی ہو رہی ہیں۔ اور عشقِ رسولؐ کے نام پر یہ کھلی ہوئی تضحیک اور گستاخیاں ہمیں عظمت و احترام کے مظاہرے دکھائی دیتے ہیں۔ فانها لا تعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التي في الصدور ونعوذ بالله من الحور بعد الكور اللهم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه۔

جناب عبدالرحمٰن محسن انصاری

قرآن کریم ـــــ عظیم ادب کا معیار

قرآن کریم قیامت تک کے لئے ایک معجزہ ہے۔ وہ اس وقت بھی ایک معجزہ تھا جب اہل عرب کے درمیان نبی اُمّی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہو رہا تھا اور آج بھی معجزہ ہے جب انسان خلاؤں میں پرواز کر رہا ہے۔ قرآن کا یہ دعویٰ قیامت تک کے لئے ہے کہ

ام یقولون افتراہُ ؕ قل فاتوا بسورۃٍ مّثلہٖ وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین ۝ (یونس ۳۸)

"اگر وہ کہتے ہیں کہ اللہ کا نبی یہ قرآن خود بنا کر لایا ہے تو ان سے کہہ دو کہ اس کی ایک ہی آیت کے مثل کوئی کلام بنا کر لاؤ۔ اور اس کام میں اللہ کے ماسوا تم جن کو پکارتے ہو ان سب کی مدد لے لو پھر دیکھیں تم کتنے سچے ہو۔"

انسانی کلام کے مقابلے میں تمام صحفِ آسمانی کی ایک الگ شان ہے مگر تمام صحفِ آسمانی میں بھی قرآن ممتاز ہے قرآن کے آگے فصحائے عرب کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ شعراء نے اعترافِ عجز کر لیا۔ قرآن کے مقابلے میں ان کا عاجز ہونا کس بنا پر تھا؟ قرآن کی فصاحت و بلاغت کی بنا پر۔ شعریت قرآن کی آیت آیت میں بسی ہے اور یقیناً حق بحث سے بالاتر تھا۔ حق و صداقت، موعظت و حکمت، تذکیر و تبشیر، تاریخی واقعات، اَن دیکھے حقائق سب اس طرح ساتھ ساتھ قرآن میں بیان ہوئے ہیں کہ جن کے پڑھنے اور سننے سے طبیعت کبھی نہیں اکتاتی۔ اس کا اثر پورے انسانی وجود کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ اس کے الفاظ زیر و بم شیرینی اور اثر آفرینی کا جواب نہیں وہ پڑھنے اور سننے والوں پر بے خودی طاری کر دیتا ہے۔ کبھی اس کا بیان لرزہ بر اندام کر دیتا، کبھی رلا دیتا۔ اور کبھی کیف و انبساط میں غرق کر دیتا ہے۔ قرآن کی عظمت اور اثر کا کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔ یقیناً اگر وہ پہاڑ پر نازل ہوتا تو وہ بھی خشیتِ الٰہی سے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ انسانی قلوب کا کیا ذکر ہے جس طرح قرآن کی کسی ایک آیت کا انکار کرنا کفر ہے اسی طرح قرآن کی آیتوں کی ادبی عظمت کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔

قرآن کوئی مسلسل تقریر یا منضبط کتاب نہیں۔ اس کا اسلوب بے نظیر ہے اس میں عقائد بھی ہیں۔ حکایتیں اور

تمثیلیں بھی۔ عبرت آموزی بھی۔ دعوت مشاہدہ بھی۔ ڈراوا بھی۔ خوشخبری بھی۔ غرض مضامین کی تکرار ہر بار ایک نئے معنی اور نئے لطف کے ساتھ۔ اس کے بیان کی تازگی کبھی نہیں جاتی۔ اس کے باغ میں ہمیشہ ایک بہار بے خزاں ہے۔ اس کا اثر جاودانی ہے۔ وہ ہمیشہ قلب و روح کے لئے غذا فراہم کرتا ہے۔ اس کا ادب حق ہے۔ اور اس کے ہر اسلوب سے حق کا اثبات ہوتا ہے۔ وہ حق جس کی گواہی کائنات کا ذرہ ذرہ دے رہا ہے۔ یعنی اللہ ہے وہی اول ہے۔ وہی آخر۔ وہی ظاہر ہے وہی باطن۔ اس کی ربوبیت، علم، انصاف، حکمت اور قوت پر کائنات کی ہر شے شاہد ہے۔ عقیدۂ توحید قرآن کے تمام عقائد کی جان ہے۔ شرک اس کے نزدیک ظلم عظیم ہے۔ جس طرح کائنات کی ہر شے سے توحید باری تعالیٰ کا اثبات ہو رہا ہے۔ قرآن اپنے ہر مومن کے لئے لازم قرار دیتا ہے کہ اس کے اعمال و افکار بھی توحید کے مطابق ہوں۔

انسان قدرت خداوندی کا سب سے بڑا مظہر ہے تمام مخلوقات میں اس کے اشرف ہونے کا سبب قرآن نے یہ بیان فرمایا:-

الرحمٰن علّم القرآن ٥ خلق الانسان علّمه البیان ٥ (الرحمٰن)

نہایت مہربان خدا نے اس قرآن کی تعلیم دی ہے۔ اس نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔

علم بیان سے انسان کا بہرہ ور ہونا اللہ کی عظیم بخشش ہے۔ سچ یہ ہے کہ اس عطیۂ خداوندی میں انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا راز پوشیدہ ہے۔ انسان کے علاوہ کوئی اور جاندار مخلوق کلام پر قادر نہیں۔ مربوط کلام کی شرط عقل ہے اور عقل انسان ہی رکھتا ہے۔ عقل ہی امتیاز و انتخاب کی صلاحیت پیدا کرتی ہے اسی سے تصور و تخیل کا ملکہ حاصل ہوتا ہے۔ قرآن کا علم ان سب عطیات عقلی کا ستراج ہے اور وہ براہِ راست اللہ کے علم و رحمت سے انسان کو عطا ہوا ہے معلوم ہوا صفت بیان انسانی شرف و کمال کی بنیاد ہے۔ اگر انسان اپنے دل کی بات زبان سے دوسروں تک نہ پہنچا سکتا۔ اگر اپنے نتائج فکر اور عقلی قوتوں کا اظہار نہ کر سکتا تو بے شمار علوم و فنون معرض وجود میں آتے۔ نہ حکمت کا سرمایہ ہوتا نہ سیاست کا اقتدار۔ نہ تمدن ہوتا نہ ایجادات نہ شعر ہوتا نہ نغمہ۔ نہ قرآن کی تلاوت کے ذریعے نفوسِ انسانی ذکر کی لذت سے آشنا ہوتے اور نہ علم و حکمت کی تعلیم ہو سکتی۔

ذاتِ الٰہی تمام حسن و خیر کا سرچشمہ ہے۔ تمام اچھے نام اللہ ہی کے ہیں تمام تعریف کا وہی سزاوار ہے۔ قرآن کہتا ہے:-

ولو انّ ما فی الارض من شجرةٍ اقلامٌ والبحر یمده من بعده سبعة ابحرٍ ما نفدت کلمات اللّٰه ط ان اللّٰه عزیزٌ حکیم ٥ (لقمان ۲۷)

" زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب کے سب قلم بن جائیں اور سمندر (دوات بن جائے) جسے سات مزید سمندر روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کی باتیں لکھنے سے ختم نہ ہوں گی۔ بیشک اللہ زبردست اور حکیم ہے۔"

ایک دوسری جگہ فرمایا:۔

ھو اللہ الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنیٰ ط یسبح لہ ما فی السموٰت والارض وھو العزیز الحکیم ہ (حشر ۲۴)

"وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے۔ اس کے بہترین نام ہیں۔ ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اس کی تسبیح کر رہی ہے اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔"

چنانچہ انسانوں کو بھی حکم دیا گیا:۔

سبح اسم ربک الاعلیٰ ہ الذی خلق فسوّیٰ ہ والذی قدّر فھدیٰ ہ (الاعلیٰ ۱۔۳)

"(اے نبیؐ) اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کرو جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا۔ جس نے تقدیر بنائی اور پھر راہ دکھائی۔"

ایک دوسری جگہ فرمایا۔

قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملک السمع والابصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر ط فسیقولون اللہ ج فقل افلا تتقون (یونس ۳۱)

" ان سے پوچھو کون تم کو آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے۔ کون بے جان میں سے جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے۔ کون اس نظم عالم کی تدبیر کر رہا ہے۔ وہ ضرور کہیں گے اللہ۔ کہو پھر تم (حقیقت کے خلاف چلنے سے) کیوں پرہیز نہیں کرتے۔"

قرآن نہیں کہتا کہ انسان اندھے بہرے ہو کر ایمان لائیں۔ وہ آزادیٔ عمل ہی کی بنا پر انسان کو لائق جزا و سزا سمجھتا ہے۔ وہ کہتا ہے

انما یتذکر اولوا الالباب ہ (الزمر ۹)

"نصیحت تو عقل والے ہی قبول کرتے ہیں۔"

انسان کی فطرت محبت، پرستش اور علو چاہتی ہے۔ چنانچہ جس ہستی سے لو لگانے سے یہ تقاضے پورے ہوتے ہیں اس کا نشان اس کی فطرت میں موجود ہے۔ قرآن نے تخلیق آدم کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

الست بربکم قالوا بلیٰ (الاعراف ۱۷۲) " کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟"

الحق۔

اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل میں انسانوں کی روحوں سے فرمایا۔ "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟"

انہوں نے جواب دیا بیشک آپ تو ہے۔

اللہ کی ربوبیت کا اعتراف نفس انسانی کے اندر موجود ہے۔ ربوبیت کی نشانیاں آفاق میں بھی پھیلی ہوئی ہیں البتہ اس کے لئے دیدۂ بینا درکار ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے:۔

وکاین من اٰیۃٍ فی السّمٰوٰتِ والارض یمرّون علیہا وھم عنہا معرضون ۝ (یوسف ۱۰۵)

"زمین اور آسمانوں میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے یہ لوگ گذرتے ہیں اور ذرا توجہ نہیں کرتے"۔

اللہ کی نشانیوں کے مشاہدے سے انسان کو علم حاصل ہوتا ہے۔ ان پر غور و فکر کرنے سے ایمان راسخ اور عمل پائیدار ہوتا ہے۔

مظاہر فطرت اللہ کی نشانیاں ہیں۔ قرآن نے مناظر فطرت کا بہت مقامات پر خوبصورت الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے۔

انّ فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنّھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماءِ من مّاءٍ فاحیا بہ الارض بعد موتہا وبث فیہا الخ (البقرۃ ۱۶۳/۱۶۴)

"جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے لئے آسمانوں اور زمین کی ساخت میں رات اور دن کے پیہم ایک دوسرے کے بعد آنے میں، ان کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لئے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں۔ بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اسی کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندگی بخشتا ہے اور اپنے اس انتظام کی بدولت زمین میں ہر قسم کی جاندار مخلوق کو پھیلاتا ہے۔ ہواؤں کی گردش میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان "تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں بے شمار نشانیاں ہیں"۔

ایک دوسری مثال:۔

والارض وضعہا للانام ۝ فیہا فاکہۃ ۝ والنخل ذات الاکمام ۝ والحبّ ذو العصف والرّیحان ۝ تا کالاعلام

زمین کو اس نے مخلوقات کے لئے بنایا۔ اس میں ہر طرح کے بکثرت لذیذ پھل ہیں۔ کھجور کے درخت ہیں جن کے پھل غلافوں میں لپٹے ہوتے ہیں۔ طرح طرح کے غلے ہیں جن میں بھوسا بھی ہوتا ہے اور دانہ بھی اس نے دو سمندروں کو چھوڑ دیا کہ باہم مل جائیں۔ پھر بھی ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے

وہ تجاوز نہیں کرتے پس اے جن وانس تم اپنے رب کی قدرت کے کن کن کرشموں کو جھٹلاؤ گے اور یہ جہاز اسی کے ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اٹھے ہوئے ہیں۔"

یہ زمین و آسمان بیکار نہیں بنائے گئے۔ زندگی بے مقصد نہیں۔ مظاہر حیات گورکھ دھندا نہیں۔ کائنات اندھی قوتوں کی جولان گاہ نہیں۔ انسان نے عالم فطرت کا مشاہدہ کر کے اشیا کے اندر ایک مشترک قانون دریافت کیا۔ اور اس کا نام قانونِ فطرت رکھا۔ قانونِ فطرت بھی دراصل اللہ ہی کا حکم ہے۔

انّما اذا اراد شیئاً ان یّقول لہٗ کن فیکون ۝ (یٰس ۸۲)

" وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔"

قرآن نے صاف طور پر آگاہ کیا کہ کائنات بے مقصد نہیں بنائی گئی۔

وما خلقنا السموات والارض وما بینھما لعبین ۝ ما خلقنٰھما الّا بالحق ولکن اکثر ھم لا یعلمون ۝ (الدخان ۳۸-۳۹)

" آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں ہم نے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنائیں۔ ان کو ہم نے برحق پیدا کیا ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں۔"

یہ نہ جاننے والے مشرکین و ملحدین ہیں جنہوں نے اپنے نفس کو اپنا آلہ بنا لیا ہے۔ وہ اپنی کجرویوں کو فلسفیوں کا نام دیتے ہیں۔ باطل نے کیا کیا فلسفہ آرائیاں کی ہیں۔ مگر قیاس و گمان حق سے بے نیاز نہیں کر سکتے۔ یونان والے لاتعداد دیوی دیوتاؤں پر اعتقاد رکھتے تھے۔ یہی حال اہل ہند کا ہے۔ ہر مظہر فطرت کے لئے ان کے پاس ایک دیوی یا دیوتا ہے اور حاجت روائی کے لئے الگ الگ دیوتاؤں کو پوجا جاتا ہے۔ ایک فلسفہ کی رو سے کائنات میں مادہ کی مقدار محدود ہے اور فطرت اسی محدود مادے سے اشیا کی تخلیق و صورت گری کرتی ہے۔ چنانچہ اشیا اسی لئے مٹی میں مل جاتی ہیں اور پھر مٹی میں نئی زندگی کا ظہور ہوتا ہے۔ مسلسل تخلیق کے راز کو نہ پاکر عقیدۂ تناسخ ایجاد ہوا جو ہر تخلیق کو ایک سابقہ تخلیق کا اعادہ سمجھتا ہے۔ اس طرح مسلسل ایک قالب کے بعد دوسرا قالب اختیار کرتی چلی جاتی ہے۔ شجر و حجر کی پرستش تو کھلی ہوئی بت پرستی ہے۔ بت پرستی کی بہت سی شکلیں ہیں۔ یہ اعتقاد بھی اس کی ایک شکل ہے کہ زمانہ ہی قادر مطلق ہے وہ جلاتا اور مارتا ہے قرآن نے بالتصریح یہ فرمایا

وقالوا ما ھی الا حیاتنا نموت ونحیا وما یھلکنا الّا الدھر ج وما لھم بذٰلک من علم ج ان ھم الا یظنون ۝ (الجاثیہ ۲۴)

" یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی بس یہی ہماری زندگی ہے یہیں ہمارا مرنا اور جینا ہے۔ اور گردش ایام کے سوا کوئی چیز نہیں جو ہمیں ہلاک کرتی ہو۔ درحقیقت ان کے پاس کوئی علم نہیں۔ یہ محض گمان کی بنا پر یہ باتیں کرتے ہیں۔"

اسی طرح اکابر رجال کو الوہی درجہ دینا جس کا ہمارے زمانے میں عام رواج ہے کہ با اقتدار سیاسی رہنماؤں اور حاکموں کے مجسمے نصب کئے جاتے ہیں اور ان کی تصویریں گھروں دفتروں اور عوامی جگہوں پر آویزاں کی جاتی ہیں۔ یہ سب بت پرستی کی شکلیں ہیں۔ اسی طرح سائنس، آرٹ اور ایجادات کو وہ درجہ دینا جو خدا کو دینا چاہیئے۔ انسان یہ سمجھنے لگا ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کی بنا پر وہ خدا سے بے نیاز ہو سکتا ہے۔ اسے اس خبط میں مبتلا کرنے والے ایسے دانشور بھی ہیں جو دنیاوی زندگی کو مطمح نظر بنا کر پیش کرتے ہیں۔ بلکہ ایک سیاسی جابر نظام ایسے دانشوروں کو اپنے نظام کی مداحی پہ مامور کرتا ہے۔ الحادی نقطۂ نظر چاہتا ہے کہ مجرد "زندگی" کے آگے تمام عقیدت و محبت کے جذبات پیش کئے جائیں۔ وہ زندگی کو الٰہ کا درجہ دے کر عبودیت اور آخرت کے تصورات کو مٹانا چاہتا ہے۔ حالانکہ دنیاوی زندگی سے اس کے غم اور زوال کو ہرگز جدا نہیں کر سکتے۔ ملحد شعراء دادبار دنیاوی زندگی کی حد سے زیادہ تعریف و توصیف کر کے یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ بس یہی دنیاوی زندگی سب کچھ ہے۔ زندگی بعد موت ایک واہمہ ہے۔ وہ دنیاوی زندگی کا ترانہ اتنی اونچی لے سے گاتے ہیں کہ انسان کے باطن میں جو عالم آخرت کا ایک احساس ہے وہ دب کر رہ جائے۔ اس کے ساتھ ہی وہ شعر و نغمہ سے ان کی وہ سرمدی صفت جو کسی دوسرے عالم کا پتہ دیتی ہے چھین کر ان سے دنیاوی زندگی کی حمد و تسبیح کا کام لیتے ہیں۔ عوام کی بھلائی کی فکر کرنا۔ ان کے لئے کھانا کپڑا اور مکان مہیا کرنا ہر مہذب حکومت کا فرض ہے۔ مگر "معیار زندگی" کو اپنی تمام مساعی کا ہدف بنا کر آخرت کو فراموش کر دینا بھی ایک طرح کی بت پرستی ہے۔

قرآن دنیاوی زندگی کی حقیقت یہ بیان کرتا ہے:۔

اعلموا انما الحیوٰۃ الدنیا لعبٌ ولھوٌ وزینۃٌ وتفاخرٌ بینکم وتکاثرٌ فی الاموال و

الاولاد ٥ (الحدید ۲۰)

"خوب جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے"

سائنس غیر شخصی ہوتی اور اس کا طرز فکر معروضی ہوتا ہے جب کہ شعر و ادب کی بنیاد جذبہ و احساس پہ ہے۔ ادیب کے عقائد و رجحانات اس کے ادب کو رنگ دیتے ہیں۔ وہ اپنی پیش کش میں تنظیم فکر و خیالات سے بے نیاز نہیں ہوتا۔ مگر وہ حقائق کا دماغ سے زیادہ قلب سے ادراک کرتا سکھاتا ہے ادب و شعر کلیۃً معروضی نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ادب کو ادب رہنے دینے کے لئے یہ ضروری ہے۔ انسان ہمیشہ مظاہر کے پیچھے پوشیدہ حقیقت کی جستجو کرتا رہا ہے۔ روح انسانی مظہر و صورت سے کبھی مطمئن نہیں ہوتی۔ حکمت مظاہر و صور میں معنی کی تلاش،

ہے۔ روح انسانی "جو ہے" پر اکتفا نہیں کرتی بلکہ "کیا ہونا چاہئے"، کے پیچھے ہمیشہ سرگرداں رہتی ہے اور اس کی یہ سعی پیہم زندگی اور صحت کی علامت ہے۔ شعر و ادب میں علامات بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ عام خیال اور عالم روحانی کے کوائف و مشاہدات کا بیان اسی طرح ممکن ہے کہ ان دیکھی چیزوں کا بیان دیکھی ہوئی چیزوں کی مدد سے کیا جائے لطافتوں کے بیان کے لئے الفاظ کی ثقافتوں سے دامن بچانا مشکل ہے۔ ایک طرح سے مظاہر فطرت اور زندگی خود علامات ہیں حقیقت ان کے پیچھے ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ فریب و التباس ہے۔ نہیں۔ وہ اتنے ہی حقیقی ہیں جتنے ہمارے شعور و احساس۔ ہماری زندگی۔ ہماری ارزدئیں۔ ہمارے خواب۔ البتہ وہ بھی فانی ہیں اور ہم بھی فانی۔ لیکن یہ حیاتِ گذراں۔ یہ عالم خارجی سے ہمارا ربط، ہماری فتح و شکست، ہماری خوشی اور ہمارے غم۔ یہ سب پل ہیں جن پر سے گزر کر ہم ایک حیاتِ ابدی سے ہم کنار ہو سکتے ہیں۔ یہ عظیم تر زندگی ہمارے باطن میں ہے۔ اور وہ کامل طور پر ہماری ہو سکتی ہے۔ جب ہم اس عارضی زندگی کے فرائض ان اصولوں کے مطابق انجام دیں۔ جن کی طرف اشارہ ہماری فطرت کرتی ہے۔ اپنی نادانی میں انسان عالم فطرت کا جلال و جمال دیکھ کر مبہوت ہو گیا۔ اور ذاتِ خداوندی کی قدر کرنے سے قاصر رہا۔ وہ واہموں میں گرفتار ہو کر غیر اللہ کی پرستش میں مبتلا ہو گیا۔ اس نے معقولیت کو اس امر پر منحصر سمجھ لیا کہ جو آنکھوں سے دیکھا جائے وہی مانا جائے۔ مگر انسان کے حواس خمسہ کی محدودیت ظاہر ہے۔ قرآن کا ذاتِ خداوندی کے متعلق ارشاد ہے۔

لیس کمثلہ شیئٌ

"اس کی مانند کوئی شے نہیں"

ایک دوسرے مقام پر فرمایا۔

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر (الانعام ۱۰۳)

"نگاہیں اسے نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے۔ وہ نہایت باریک بیں اور باخبر ہے"

چنانچہ اس دنیا میں دیدار خداوندی ناممکن ہے اور وہ عالم آخرت میں ان کو حاصل ہو گا۔ جو اس امید میں دنیاوی زندگی بسر کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی صفات بے شمار مقامات پر بیان ہوئی ہیں ہر جگہ ایک نئے مفہوم کو سمجھانے کے لئے اور زیادہ گہرے معنی کے ساتھ، قرآن کا ایک خاص اسلوب ہے کہ کوئی بات کہنے کے بعد کوئی حکم دینے، کوئی ممانعت کرنے، کوئی تاریخی واقعہ بیان کرنے یا تزکیہ و تربیت کی تعلیم دینے کے بعد ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا ذکر کرتا ہے۔ جیسے اللہ حکیم ہے۔ علیم ہے۔ خبیر ہے۔ سمیع ہے۔ بصیر ہے وغیرہ۔ دراصل اس سے یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ اس حکم، واقعہ، تعلیم یا موعظت سے اللہ کی کس خاص صفت سے تعلق ہے۔ اس خاص صفت پر غور و فکر

کرنے سے معرفت و حکمت حاصل ہوتی ہے۔ صفاتِ الٰہی قرآنی مضامین کی شاہ کلید کا حکم رکھتے ہیں۔ اگر قرآن کے ان مقامات کو بہ نظرِ تامل دیکھیں جہاں روزہ، نماز جمعہ، حج یا ایسے ہی دوسرے عبادات کا حکم دیا گیا ہے۔ تو دیکھیں گے کہ ان کے فوراً بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کا ذکر کرو۔ چنانچہ اس طرح ہم ذکر کے وسیع تر معنی سے آشنا ہوتے ہیں۔ زبان سے ذکر ادنیٰ درجہ کا ذکر ہے۔ دل سے ذکر اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے۔ مگر سب سے اعلیٰ وہ ذکر ہے جو انسان کو اپنی یاد سے فراموش کر کے ذکرِ حق کے ساتھ وابستہ و زندہ کر دیتا ہے۔ یہ ذکر عملاً ذاکر کے جملہ افعال سے ظاہر ہوتا ہے اور امر کی بجا آوری یا نواہی سے اجتناب۔ گھر کے معاملات ہوں یا حکومت کے قوانین۔ معاش ہو یا اقتصاد۔ شعر ہو یا ادب۔ غرض زندگی کی ہر حالت اور کیفیت سے۔ یہ ذکر بہ عشق حیاتِ جاودانی بخشنے کی قوت رکھتا ہے ؎

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

فلسفۂ وحدۃ الوجود نے جس کے بانی شیخ محی الدین ابن العربی ہیں اسلامی دنیا کے عوام و خواص پر زبردست اثر ڈالا۔ یہ فلسفہ پورے عالمِ اسلام کے صوفیا میں راسخ ہو گیا اور چودھویں صدی عیسوی میں تو اسلامی شاعری کا مقبول ترین موضوع رہا۔ جو لوگ حلول اور خدا کی تجسیم کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس طرح وہ خدا کے ساتھ زیادہ جذبے سے محبت کر سکتے ہیں۔ اور ان کی آخری منزل خدا سے وصل یا اتحاد ہے۔ مگر قرآن صاف کہتا ہے کہ خدا خدا ہے۔ بندہ بندہ۔ بندہ خدا سے انتہائی قرب حاصل کر سکتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ متحد نہیں ہو سکتا اتحاد کا نظریہ کفر اور زندقہ ہے۔ یہ فلسفہ اخلاق کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ اور انفرادی عمل کی ذمہ داری بے معنی ٹھہرتی ہے۔ وحدۃ الوجود پر مبنی شعر و ادب نے جوشِ عمل کو سرد کیا۔ اور انسانوں کے اندر انفعالیت پیدا کی۔ ان کو جھوٹے مرعوبات میں مست رکھا۔ میدانِ عمل سے گریزاں انسانوں نے اس کے دامن میں پناہ لے کر میٹھے خواب دیکھے۔ قرآن خدا کی ایک ذات کا تصور دیتا ہے اور کہتا ہے کہ

ومن الناس من يتخذ من دون الله اندادًا يحبونهم كحب الله والذين امنوا اشد حبًا لله۔ (البقرہ ۱۶۵)

"کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہئے۔ حالاں کہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔"

فنِ انسان کی ان مساعی پر موقوف ہے جو وہ زندگی کے حقائق سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کرتا ہے۔ یہ بات قرینِ عقل نہیں کہ بڑے بڑے فن کاروں نے اپنی کوششوں کو صرف اس امر پر منحصر رکھا ہو گا کہ ان کے ذریعے تفریحِ طبع کا

سامان بہم پہنچایا جائے۔ یا ذہنی بازی گری یا لہو ولعب میسر آئے۔ قرین قیاس یہ ہے کہ ان کے کارنامے نوع انسانی کی تھکی ہاری ہوئی قوتوں کو بحال کرنے اور تازگی اور قوت بخشنے کے لئے تھے۔ تمام فن کا مقصود حسن کا اظہار ہوتا ہے اور وہ ترفع کے ذریعے یا ایک اعلیٰ نصب العین کی طرف رجوع کرنے سے درجۂ کمال کو پہنچتا ہے۔ چنانچہ اگر انسان محسوسات ہی کے دائرے میں رہ جائے تو علم جہل آمیز ہو کر حجاب اکبر بن جاتا ہے۔ مکمل جمال و جلال کی حامل صرف ذات خداوندی ہے اور اسی کے جمال و جلال کی طلب اولیٰ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی زندگی کا سرچشمہ مذہب ہے اور تمام علوم و فنون کا مقصود زندگی کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونا ہے۔ قرآن کی زبان میں وہ عبادت ہے۔ عبادت میں حب الٰہی بھی شامل ہے اور مخلوق خدا سے محبت بھی۔ اس طرح عشق ایک رہبر قوت ہے وہ انسان کو میدان عمل میں سرگرم رکھتا ہے۔ اس کو تخلیقی کاموں میں لگاتا ہے اور تسخیر فطرت کا سبق دیتا ہے یہ عشق ماسوا اللہ کا ابطال کرنا اور حق کو غالب کرنے کی جدوجہد کرنا سکھاتا ہے۔ عشق کا حلقہ بگوش دنیا ترک نہیں کرتا مگر دنیا پرستی سے اپنا دامن بچاتا ہے۔ وہ مال و متاع دنیوی کی ہوس نہیں رکھتا۔ بلکہ آزادی اور بے نفسی پر جان دیتا ہے۔ اس کے دوسرے معاون اوصاف ہیں۔ صبر، توکل، نیاز، فقر، شجاعت رواداری وغیرہ وہ اوصاف جو دنیا پرستی کے مقابلے میں انسانی خودی کو آزادی اور پاکیزگی عطا کرنے والے ہیں۔

صحیح روحانی زندگی ہر فرد بشر کے لئے ایک سا ہے۔ عملی زندگی میں تقسیم کار کے اصول رائج ہونے سے پہلے شاید عملی زندگی بھی سب انسانوں کے لئے یکساں تھی۔ قرآن کا ارشاد ہے۔

كان الناس امة واحدة فبعث الله النبيين مبشرين ومنذرين وانزل معهم الكتاب بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه وما اختلف فيه الا الذين اوتوه من بعد ما جاءتهم البينت بغيا بينهم (البقرہ ۲۱۳)

"ابتدا میں سب لوگ ایک ہی طریقے پر تھے (پھر یہ حالت باقی نہ رہی اور اختلاف رونما ہوئے) تب اللہ نے نبی بھیجے جو راست روی پر بشارت دینے والے اور کجروی کے نتائج سے ڈرانے والے تھے اور ان کے ساتھ کتاب برحق نازل کی تاکہ حق کے بارے میں لوگوں کے درمیان جو اختلافات رونما ہو گئے تھے ان کا فیصلہ کرے اور اختلافات کے رونما ہونے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ابتدا میں لوگوں کو حق نہیں بتایا گیا تھا۔ نہیں۔ اختلافات ان لوگوں نے کیا جنہیں حق کا علم دیا گیا تھا انہوں نے روشن ہدایت پا لینے کے بعد محض اس لئے حق کو چھوڑ کر مختلف طریقے نکالے۔ کہ وہ آپس میں زیادتی کرنا چاہتے تھے۔"

اس امر کو شدت سے محسوس کرنے کی ضرورت ہے کہ دانشور اور عوام دونوں ہی انسان ہیں اور

ایک ہی خاندان کے افراد۔ مذہب ہی وہ میدان ہے جس میں وہ ایک مشترک مقصد کے لئے سرگرم کار ہو سکتے ہیں۔ البتہ ادیب اور شاعر کے لئے ایک داعیانہ جذبہ ضروری ہے جس سے اسے کارکردگی کی مقصدیت حاصل ہو۔ وہ اپنے قلم کو حق کی امانت سمجھے اور قلم کے ذریعے عبادت کرے۔ تاریخ شعر و ادب گواہ ہے کہ عظیم فن وہاں پھولتا پھلتا ہے جہاں مذہبی اور ثقافتی روایات موجود ہوں جو ادب اپنی تاریخ سے منحرف ہو وہ ترقی نہیں کر سکتا۔ اس کا عظیم ہونا تو خارج از بحث ہے۔ فن کار کے لئے دروں بینی ضروری ہے۔ وہ دو قسم کی ہوتی ہے یا فن کار کائنات اور مخلوق سے کٹ کر اپنی خودی میں کھو جائے۔ یا حقیقت مطلق سے براہ راست اپنے باطن کی گہرائیوں میں ایک تعلق پیدا کرے۔ پہلی قسم کی دروں بینی منفی ہے اور علیحدگی پسند اور دوسری مثبت ہے اور وجدانی جو فن کار مذہب سے روشنی حاصل نہیں کرتے وہ قرآن کے ارشاد بغیا بینہم کے مصداق ہیں ان کی کوششیں انتشار، فساد اور تباہی کا باعث ہیں۔ قرآن ان کی اور ان جیسے گمراہوں کی مثال یوں بیان کرتا ہے۔

مثلھم کمثل الذی استوقد ناراً فلما اضاءت ما حولہ ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمت لا یبصرون ۰ صم بکم وھم لا یرجعون ۰ او کصیب من السماء فیہ ظلمات و رعد و برق یجعلون اصابعھم فی اذانھم من الصواعق حذر الموت ط واللہ محیط بالکفرین ۰ یکاد البرق یخطف ابصارھم کلما اضاء لھم مشوا فیہ واذا اظلم علیھم قاموا ط ولو شاء اللہ لذھب بسمعھم وابصارھم ط ان اللہ علیٰ کل شیئ قدیر (البقرہ)

" ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی۔ اور جب اس نے سارے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کا نور سلب کر لیا اور انہیں اس حال میں چھوڑ دیا کہ تاریکیوں میں انہیں کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں۔ اندھے ہیں۔ یہ اب نہ پلٹیں گے یا پھر ان کی مثال یہ سمجھو کہ آسمان سے زور کی بارش ہو رہی ہے اور اس کے ساتھ اندھیری گھٹا، کڑک اور چمک بھی ہے یہ بجلی کے کڑاکے سن کر اپنی جانوں کے خوف سے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں۔ اور اللہ ان منکرین حق کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ چمک سے ان کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ گویا عنقریب بجلی ان کی بصارت اچک لے جائے گی۔ جب ذرا کچھ روشنی انہیں محسوس ہوتی ہے تو اس میں کچھ دور تک چلتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور بصارت بالکل ہی سلب کر لیتا یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

یہ بیان تاریخ کے ہر دور میں ہر طبقے کی گمراہی پر صادق آتا ہے۔

تمام علوم و فنون اور مظاہر تہذیب کو باہم متحد رکھنے کے لئے ایک مرکزی نقطہ درکار ہے وہ نقطہ اللہ ہے

اس نقطے پر انسانیت کا جمع ہونا حق ہے۔ یہی مرکزی نقطہ آج مغربی اقوام اور ان کی متبع قوموں نے کھو دیا ہے جس کے نتیجے میں وہ گھر، بازار، منڈی غرض ہر جگہ فساد کا شکار ہیں۔ اور انسانی زندگیاں تباہ ہو رہی ہیں۔ اب تو تباہی کا دائرہ بے اندازہ وسعت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ آج ہر دانشور، شاعر اور ادیب کا یہ فرض ہے کہ وہ حالات کی سنگینی کو محسوس کرے اور اعصابی ہیجانات پیدا کرنے والے مادہ پرستی پہ مبنی ادب کی تباہ کاری کو بھی محسوس کرے۔ دنیا کی موجودہ حکومتیں بھی اپنے عوام کے حالات بگاڑنے کی ذمہ دار ہیں جنہوں نے عوامی ذرائع ابلاغ کو گھر گھر پہنچا دیا ہے تاکہ اس طرح حاکم شخصیتوں کو پرستش کی حد تک پہنچا دیا جائے۔ اور عوام پر ان کی گرفت زیادہ سے زیادہ مضبوط ہو سکے۔ وہ ایسے ہی علمی، تہذیبی اور تعلیمی پروگرام پیش کرتے ہیں جن سے ان کے مقاصد حاصل ہو سکیں۔ ایسے دانشور بھی ان کے کاموں میں معاون بنتے ہیں جنہیں آزادیٔ ضمیر و فکر سے زیادہ دنیاوی مفاد عزیز ہوتے ہیں۔ ادب و شعر کو بھی مرکزی نقطہ دینا چاہیے۔ آج کی دنیا میں بغیر ایمان و یقین کے قلم چلانا گمراہی انسانیت کی تباہی میں معاون بننا بھی ہے۔

مجذوب فرنگی نطشے نے کہا تھا:۔

"خدا کہاں ہے؟ میں بتاؤں۔ ہم نے اس کو مار ڈالا ہے۔ میں نے اور تم نے۔ ہم سب اس کے قاتل ہیں لیکن ہم نے یہ کام کیسے کیا؟ کیسے ہم سمندر پی گئے؟ کس نے ہمیں اسفنج دیا جس سے ہم نے سارا افق مٹا دیا؟ آخر ہمارا کیا منشا تھا کہ ہم نے زمین کو اس کے سورج کی زنجیر سے علیحدہ کر دیا۔ اب وہ کدھر جا رہی ہے۔ ہم کدھر جا رہے ہیں۔ ہر سورج سے دور۔ کیا ہم مسلسل گرتے نہیں جا رہے ہیں۔ کبھی پیچھے کبھی آگے۔ کبھی دائیں کبھی بائیں۔ ہر طرف۔ کیا اب بھی ہم فرش و عرش کی بات کر سکتے ہیں؟ کیا ہم اب آوارہ گرد نہیں ہیں؟ راہ گم کردہ۔ ایک عدم کے سمندر میں غرقاب۔ کیا رات نہیں آ گئی۔ اور کیا ظلمت ہر آن بڑھتی نہیں جا رہی؟ خدا مر گیا۔ اب وہ زندہ نہیں ہو گا۔ ہم نے اسے مار ڈالا مگر ہمیں کونسی راحت ملی۔ یہ اتنا بڑا کام تھا کہ جس کے بوجھ تلے ہم دب گئے ہیں"

نطشے عیسائیت کی دشمنی میں اس قدر بڑھ گیا کہ اپنے تیز و تند افکار کو اس نے انتہا پسندی کی آخری حد تک پہنچا دیا۔ ورنہ اس کا دل صاف تھا وہ ان اخلاقی اور روحانی قدروں کی تباہی کا ماتم کر رہا تھا۔ جس کو بغیا م بنیم والوں نے بیدردی سے پامال کر دیا تھا جب اس نے مندرجہ بالا سطور لکھیں۔ ایک دوسری عالمگیر جنگ اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ ہو چکی ہے۔ اور اب نیو کلیسائی اسلحے اور دیگر لاتعداد تباہ کار ہتھیار نوع انسانی کو کرہ ارض سے مٹا ڈالنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ چاند پر انسان کے قدم جا چکے ہیں۔ اور شاید اب "ستاروں کی جنگ" دور نہیں۔ آج ہمیشہ سے زیادہ قرآن کا یہ صاف حکم دنیا کو سنانے کی ضرورت ہے اور (باقی ص ۳۱)

ایگل
ایک عالمگیر
قلم
خوشخط
رواں اور
دیرپا۔
اسٹیل
کے
سفید
اریڈیم ٹپڈ
نب کے
ساتھ
ہر
جگہ
دستیاب
EAGLE
EAGLE IRIDIUM
آزاد فرینڈز
اینڈ کمپنی (پرائیویٹ) لمیٹڈ
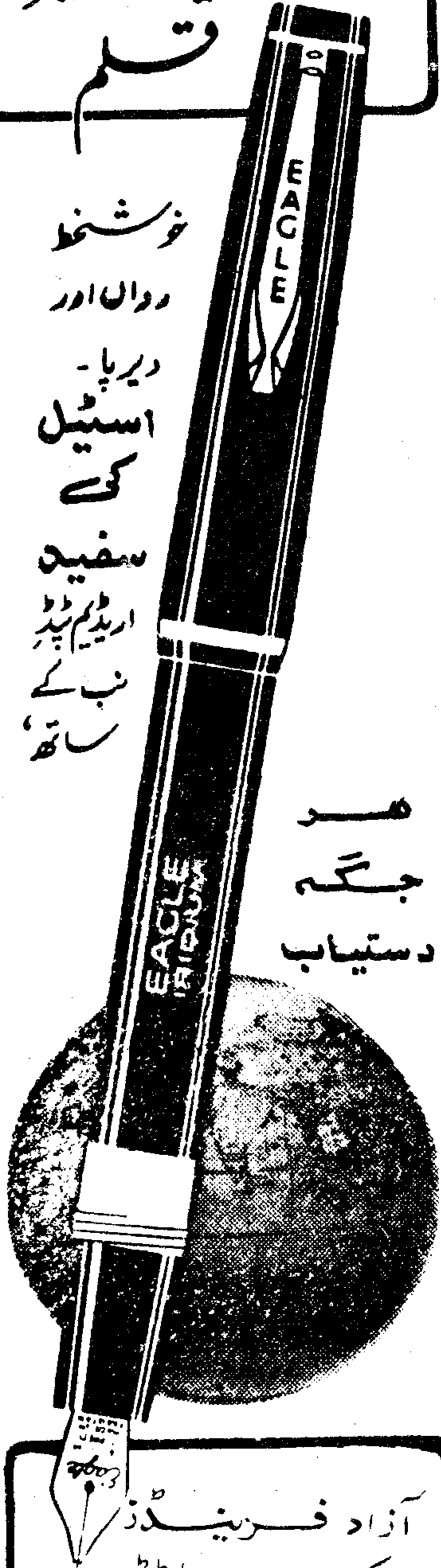
دلکش
دلنشیں
دلفریب
کنول لنن، صنم پاپلین
ہے لنظیر پاپلین
کہکشاں پرنٹس
سنگم بوسکی
بے نظیر پاپلین
کمانڈر پاپلین
پریزیڈنٹ لان
جمال ۳۰۰۰ پاپلین
جمال ۵۰۰۰ لان
۲۔ ڈائمنڈ سپر
صنم ملیکس پاپلین
پارل کارڈ
سوٹنگ
حسین
کے
پارچہ جات
حسین کے خوبصورت پارچہ جات
نہ صرف آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں
بلکہ آپ کی شخصیت کو بھی
نکھارتے ہیں۔ خواتین ہوں یا
مرد دونوں کے ملبوسات کیلئے
موزوں۔ حسین کے پارچہ جات،
شہر کی ہر بڑی دکان پر،
دستیاب ہیں۔
HUSEIN
FABRICS
خوش پوشی کے پیش رو
حسین ٹیکسٹائل ملز
حسین انڈسٹریز لمیٹڈ کراچی
کا ایک ڈویژن
جوبلی انشورنس ہاؤس آئی آئی چندریگر روڈ کراچی
فون ۵-۲۴۸۷۰۱

پاکستان کا
نمبر
1
بائیسکل
SOHRAB
سہراب

مولانا عبد القیوم حقانی
فاضل و مدرس دارالعلوم حقانیہ

عملِ قومِ لوط ایڈز کی بیماری اور مسلمانوں کی ذمہ داری

آج کل یورپ کے اکثر ملکوں بالخصوص امریکہ میں ایک اضطراب، بے چینی اور ایک عجیب قسم کا ہیجان اور طوفان برپا ہے، اخبارات، ہفت روزے اور ماہنامہ جرائد ایک ہی قضیہ سے بھرے چلے آرہے ہیں۔ تنبیہات، تدارک، حفاظتی اقدامات اور اسباب وعلل پر بحث اور تجزیہ و رپورٹ پر مشتمل تحریریں شائع کی جارہی ہیں۔ اور اسے اب وقت کا اہم چیلنج اور انسانی زندگی کا ایک بڑا المیہ قرار دیا جارہا ہے۔

یہ قضیہ "اے۔ آئی۔ ڈی۔ ایس" یعنی ایڈز (A-I-D-S) کی مہلک اور لاعلاج بیماری کا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ اس بیماری کی ابتدا میں خون میں ایک خاص قسم کا وائرس پیدا ہو جاتا ہے۔ جو خون کے سفید ذرات پر حملہ کر کے انسانی جسم کے حفاظتی اور دفاعی نظام کی تمام قوتوں اور محرک اجزاء کو تباہ کر دیتا ہے۔ بڑی سطح پر ماہرین اس کے تدارک، معالجے پر تجربے کر رہے ہیں مگر ناکام، ابھی تک اس جان لیوا اور مہلک مرض سے دفاع اور اس کے معالجہ کی کوئی کامیاب دوائی نہیں بتائی جاسکی اور بعض ادویات جو اس سلسلہ میں تجویز ہوئی بھی ہیں ان کی تاثیر ایک خوش فہمی سے بڑھ کر کچھ بھی ثابت نہیں ہو سکی۔ ایک ڈاکٹر کے بقول ان اکا دکا دواؤں کی حیثیت بس "سائنٹفک اور میڈیکل دنیا کے ٹوٹکوں کی ہے۔ جو کسی بھی صورت یقینی نہیں۔

اس بیماری کا پس منظر یہ ہے کہ اوائل میں مغرب والوں نے انفرادی سطح پر لواطت (عمل قوم لوط) اور جنسی انتفاع کو لبیک کہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس قبیح عمل کو تدریجی حاصل ہوئی۔ کہ ذہن اور انسانی دماغ سے اس کی شناعت اور قباحت کا تصور بھی معدوم ہو گیا۔ وبا پھیل گئی، گھر گھر پہنچ گئی۔ عوامی دباؤ بڑھتا گیا حتیٰ کہ مغربی جمہوری تقاضوں اور عوامی اکثریت کے دباؤ سے حکومت نے قانونی سطح پر اس جرم شنیع کو جائز اور حلال قرار دے دیا۔ پھر کیا ہوا، جنسی وبا پھیل گئی۔ کھلے بندوں، برلب سڑک بغیر کسی شرم و حیا کے رجال کی باہمی مناکحتیں ہونے لگیں اور لوگ اسے مفت کا عیش سمجھتے رہے اور اپنے معاشرہ میں فخر وامتیاز کے ساتھ قبول کرتے چلے گئے۔

اور اب چند سالوں سے انکشاف ہوا اور یہ حقائق سامنے آئے کہ وقتی عیش اور چند لمحوں کے مفروضی نشاط کے بدلے یہ شنیع جرم انسانیت کے لئے ایک خطرناک روگ بن گیا ہے۔ جو ایڈز کے مہلک مرض کی شکل میں پھیل رہا ہے جس کا تدارک ناممکن ہے۔ جس کا خوف اب سرطان سے بھی بڑھ کر ہے۔ صرف امریکہ میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد ۲۰ ہزار سے زائد بتائی جارہی ہے۔

یہ مرض متعدی، سریع الانتقال اور چھوت والا ہے اور ماہرین کو اندیشہ ہے کہ اگر اس کا کامیاب تدارک نہ کیا جا سکا تو چند برس میں اس کے مریضوں کی تعداد نصف بلین سے بڑھ جائے گی۔ جو وہاں کے تعلیم یافتہ حضرات اور جرائد و اخبارات کا مطالعہ کرنے والے ایڈز کی خبر اور اس پر مضمون و تحقیق یا رپورٹ و تجزیہ کے مطالعہ سے بھی آنکھیں بند کر لیتے ہیں کہ اس کا خوف و ہراس بری طرح سوار ہو جاتا ہے۔ سکون اور آرام چھن جاتا ہے حتیٰ کہ سکول کالجز میں اور اجتماعی کام کے دیگر مختلف اداروں میں اس کے مریض طلبہ اور کارکنوں کا داخلہ بند کیا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہاں کے اکثر ہسپتالوں میں ایڈز کے شکار افراد کو معالجہ کے لئے قبول کرنے سے انکار کر دیا جاتا ہے۔

ایک رپورٹ میں یہاں تک لکھا ہے کہ جب ایک عورت مر گئی تو اس کے اپنے شوہر نے اپنے حقیقی بچے کو اپنانے اور قبول کرنے سے اس لئے انکار کر دیا کہ شاید بچے میں ایڈز کے جراثیم موجود ہوں۔

یہ مختصر جائزہ اس لئے لکھ دیا کہ قارئین کو اندازہ ہو سکے کہ آج کی ترقی یافتہ اور مہذب قومیں کس طرح تباہی اور ہلاکت و ضلالت کے تباہ کن گڑھوں میں اوندھے منہ گری جا رہی ہیں۔ مگر پھر بھی انہیں بیداری اور توبہ کا شعور نہیں۔ خدا تعالیٰ کا مسلمانوں پر بڑا اکرم ہے کہ اس نے انہیں اسلام کی لازوال دولت سے نوازا اور دین محمدی جیسی مقدس اور عظیم روشنی اور توحید کے نور سے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے مخصوص پیغام یعنی قرآنی وحی کے ذریعہ قوم لوط اور اس کے بعد کے تمام بنی نوع انسان کو اس قبیح جرم اور شنیع حرکت اور خطرناک فعل سے منع فرمایا۔ ابتداء میں جب اس کی شناعت پر ممنوعیت کا پیغام آیا تو اس وقت کے غیر سائنسی لوگوں نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا اور آج کے سائنس پرست اپنی آنکھوں سے اس کی ہلاکت و تباہی کے اثرات دیکھ دیکھ کر بھی چشم عبرت کھولنے کو تیار نہیں کہ بصیرت کی استعداد سلب کر دی گئی ہے ختم اللہ علی قلوبھم الخ

خدارا! چشم بصیرت اور دیدہ عبرت وا کیجئے توبہ وانابت الی اللہ کا راستہ نجات کا راستہ ہے۔ اس فعل شنیع کے تباہ کن اثرات تمہارے سامنے ہیں۔ ابھی ابتداء ہے کہ بیماری سے تدارک ناممکن بن چکا ہے ابھی سنبھل جاؤ ورنہ اس وقت پھر کچھ نہ ہو سکے گا جب بچاؤ کا وقت گذر چکا ہوگا۔

اہل اسلام، اور قرآنی تعلیمات کے مبلغین کا فرض ہے کہ وہ ایسے حالات میں وحی الٰہی اور تعلیمات نبوت کی روشنی میں لواطت اور سدومیت اور جنسی آوارگی و انتفاع کا زبردست تعاقب کریں۔

اس وقت کی لادینی تہذیب اور نفی خدا پر مبنی فلسفوں کے علمبرداروں کی بڑی بڑی قوتیں اسلامی تعلیمات اور قرآنی ہدایات اور محمدی تہذیب کو اس بنا پر خطرناک سمجھتی ہیں کہ اس نے ماضی میں بھی اور اب بھی فحاشی، بے حیائی، جنسی انتفاع و آوارگی اور ان کے عزائم بد کی پر زور مزاحمت کی ہے اور اب پوری انسانی سطح پر دین اسلام اپنی نشاۃ ثانیہ کے اعتبار سے آہستہ آہستہ ایک لاجواب چیلنج بن کر ابھر رہا ہے مسلم اکثریت اور مسلم ممالک کے لئے تو لازمی طور پر ایک وقت سنبھل جانے کا ایک بہترین موقع ہے۔ کہ باطل قوتوں کی دوربین نگاہیں افق کے قریب اہل اسلام کی نئی قوت کو پیش قدمی

کرتے دیکھ رہی ہیں خواہ یہ حقیقت ہو یا نفسیات خوف و وہم ۔ مگر اس میں شک نہیں کہ باطل طاقتیں صرف اسلام سے ہی لرزہ بر اندام ہیں ۔ اور مسلم اقلیت کو بھی اپنی شناخت ، وحدت اور قومی و ملّی اقدار کا تحفظ پہلے سے کئی گنا زیادہ کرنا چاہئے انہیں کسی غیر اسلامی معاشرے ، بے خدا تہذیب ، باطل نظریوں اور حکومت کے نظاموں سے ہم آہنگی کے بجائے اپنی قوت اور تنظیم کو از سر نو منظم کرنا چاہئے ۔

سائنس جتنی آگے بڑھے گی ، انسانی اذہان کی پرواز جتنی بلندی پر پہنچے گی اسلامی تعلیمات ، اور سچائیاں نکھرتی چلی جائیں گی ۔ اب یہ اہلِ اسلام کا فریضہ ہے کہ وہ کس طرح طوفانی گردابوں سے نکل کر تحریک غلبۂ اسلام کی کشتی کو ساحلِ مراد تک پہنچاتے ہیں ۔ حالات کی سنگینی سے آنکھیں نہیں بند کرنا چاہئے ۔ مگر بعض اوقات حالات کی سنگینی اور فضا کی ناہمواری کا درجہ تکمیل تک جا پہنچنا بھی ایک بڑی کامیابی کا اشارہ ہوتا ہے اور ایک بڑی بیداری اور کسی عظیم انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے ۔ ؎

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کردے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

بقیہ قرآن کریم از صفحہ ۲۷ ۔

دانشوروں اور فن کاروں کا یہ سنانے کا فرض ادا کرنا ہے ۔ قرآن کا ارشاد ہے ۔

فاقم وجهك للدين حنيفا ط فطرت الله التي فطر الناس عليها ط لا تبديل لخلق الله ط ذالك الدين القيم ولكن اكثر الناس لا يعلمون (روم ۳۰)

" اے نبی اور نبی کے پیرو) یک سو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف جما دو ۔ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے ۔ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدل نہیں سکتی ۔ یہی بالکل راست اور درست دین ہے ۔ مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ۔"

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
کی چند اہم شاہکار تصنیفات

تاریخ دعوت و عزیمت مکمل پانچ حصے	۷۲/-	صحبتے با اہلِ دل	۲۰/-
مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش	۱۸/-	پرانے چراغ	۲۴/-
انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر	۲۲/-	نقوش اقبال	۱۵/-
منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین	۱۸/-	ارکانِ اربعہ	۲۲/-
دریائے کابل سے دریائے یرموک تک	۱۸/-	کاروان مدینہ	۱۲/-
جب ایمان کی بہار آئی	۱۸/-	قادیانیت	۱۲/-
تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی	۱۰/-	ذکرِ خیر	۸/-
معرکہ ایمان و مادیت	۱۰/-	تعمیر انسانیت	۱۲/-

دیگر اہم مطبوعات

آپ حج کیسے کریں؟ از مولانا محمد منظور صاحب نعمانی ۸/-
علم جدید کا چیلنج از وحید الدین خان ۱۸/-
طوفان سے ساحل تک از محمد اسد سابق لیوپولڈ وس ۱۸/-
تاریخ مشائخ چشت از مولانا محمد زکریا مدظلہ ۱۲/-
مقالات سیرت از ڈاکٹر آصف قدوائی ۱۸/-
زادِ سفر (ترجمہ ریاض الصالحین) حصہ اول ۲۲/-
زادِ سفر (ترجمہ ریاض الصالحین) حصہ دوم ۲۴/-
از امۃ اللہ تسنیم مرحومہ
ہمشیرہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

ناشر ـ فضل ربی ندوی ـــــ فون ـ ۶۱۱۸۱۷
مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد مینشن ۱ ـ کے ۳ ـ ناظم آباد ۱ کراچی ۱۸

بدہضمی برسات کی سوغات

بدہضمی کا علاج کارمینا سے کیجیے

برسات میں نظامِ ہضم خاص طور پر متاثر ہوتا ہے
اور بدہضمی کی شکایت عام ہو جاتی ہے۔ ان دنوں میں معدے کی کارکردگی بحال رکھنے
کے لیے دونوں وقت پابندی سے کارمینا استعمال کیجیے۔
کارمینا معدے کی گرانی اور ہاضمے کی تمام خرابیوں کا مؤثر اور مجرّب علاج ہے۔

بدہضمی، قبض، گیس، سینے کی جلن اور تیزابیت
کی صورت میں کارمینا استعمال کیجیے۔

کارمینا

نظامِ ہضم کو بیدار کرتی ہے،
معدے اور آنتوں کے افعال کو
منظم اور درست کرتی ہے۔

ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں

تحقیق، رُوحِ تخلیق ہے

Adarts-CAR-2/86

مولانا شہاب الدین ندوی

نظریہ ارتقاء اور ماقبل آدم مخلوق

اس وقت تک جو قدیم تحریری سرمایہ دریافت ہوا ہے، وہ قریب قریب ۵ ہزار ۵ سو سال پرانا ہے[۹۲] اور تاریخی نقطۂ نظر سے اس سے پہلے دور کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ تحریر کا آغاز درحقیقت کب ہوا؟ لیکن چونکہ جدید انسان یا موجودہ ہوموسیپی ینس (H. SAPIENS) سے پہلے کی انواع پر اس کا اطلاق مشکوک ہے، لہٰذا گمان کیا جا سکتا ہے کہ موجودہ سیپی ینس ہی "نوعِ آدم" ہوگی۔

۴۔ قرآن مجید کا قطعی بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین شکل و صورت پر پیدا کیا ہے اور اسے بڑے خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ : یقیناً ہم نے انسان کو بہت بہترین انداز میں پیدا کیا ہے،

لہٰذا بندروں جیسی کوئی کریہہ الخلقت مخلوق آدم نہیں ہو سکتی کیونکہ شرعی نقطۂ نظر سے بندر اور اسی طرح خنزیر اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوقات میں سے ہیں، جیسا کہ قرآن اور حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض پچھلی اقوام کو ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کی شکلیں مسخ کرکے انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا تھا۔ (دیکھئے: مائدہ - ۶)

۵۔ بخاری اور مسلم کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا"[۹۳] اس حدیث پر فلسفیانہ نقطۂ نظر سے بہت اعتراض کیا گیا ہے کہ اس سے تو اللہ تعالیٰ کا صاحب جسم ہونا

---

[۹۲] ملاحظہ ہو برٹانیکا: ۸ / ۱۰۲۹ [۹۳] بخاری کتاب الاستیذان، ج ۷، ص ۱۲۵، استانبول، مسلم کتاب الجنۃ ۲۸، ۴/۲۱۸۳، ریاض

ثابت ہوتا ہے وغیرہ اور اس کے متکلمانہ نقطہ نظر سے کئی جوابات بھی دیئے گئے ہیں مگر حقیقت واقعہ کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اس میں بعض جدید مسائل کا جواب دکھائی دیتا ہے مثلاً

(الف) یہ بیان دراصل خدائے لم یزل کی جانب سے تکریم آدم کے اظہار کے طور پر ہے۔

(ب) یہ بیان آدم کے بوزنہ یا جنگلی یا تحتی انسان ہونے کی نفی کی غرض سے دیا گیا ہے۔

(ج) یہ بیان نظریۂ ارتقاء کی تردید میں ایک فرمانِ ربانی ہونے کی حیثیت رکھتا ہے، یعنی آدم ارتقاء کی پیداوار نہیں تھا اور نہ اس کی خلقت میں کسی قسم کا تغیر وانقلاب واقع ہوا بلکہ وہ اپنے پہلے ہی دن ایک مکمل شکل میں قدرتِ خداوندی کے طور پر جلوہ افروز ہوا۔ اس حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

"خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ" اور بعض محدثین کی توجیہہ کے مطابق "علی صورتہ" میں نحوی اعتبار سے ضمیر آدم کی طرف راجع ہے نہ کہ اللہ کی طرف، چنانچہ حافظ ابن حجر نے اس توجیہہ کو اختیار کر کے اس حدیث کی یہی تشریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو یکبارگی اس طرح پیدا کیا کہ آپ کو رحم مادر میں مختلف مراحل سے گزرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی جسطرح کہ آپ کی ذریت کا معاملہ ہے بلکہ آپ کو ایک انسانِ کامل کے روپ میں پیدا کر کے پہلی بار ان میں روح پھونکی [۹۴]

۶۔ ایک اور حدیث کے ذریعہ اس حقیقت پر مزید روشنی پڑتی ہے کہ حضرت آدم پیغمبر آخر زمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرح بہت زیادہ وجیہہ اور خوبصورت تھے جیسا کہ امام نووی نے تاریخ دمشق کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی کی روایت اس طرح بیان کی ہے۔

قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول : انا أشبہ الناس بابی آدم علیہ السلام وکان ابی ابراھیم صلی اللّٰہ علیہ وسلم أشبہ الناس بی خَلْقاً وخُلُقاً

حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام لوگوں میں اپنے باپ حضرت آدم سے زیادہ مشابہ ہوں نیز میرے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام مجھ سے جسمانی اور اخلاقی دونوں طرح سے مجھ سے زیادہ مشابہ تھے [۹۵]

اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ تینوں جلیل القدر پیغمبر (جن میں سے ایک پہلے، ایک آخری اور ایک درمیانی ہیں) شکل وصورت اور چہرے مہرے کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مشابہ تھے، اگرچہ

---

[۹۴] فتح الباری، حافظ ابن حجر: ۶/ ۳۶۶، دارالافتاء ریاض

[۹۵] تہذیب الاسماء واللغات، نووی: ۱/ ۹۵ - ۹۶، بیروت

حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے حلیہ کی کیفیت تاریخ کے ریکارڈ میں محفوظ نہیں ہے، مگر چونکہ پیغمبر آخر زماں کا حلیۂ مبارک تاریخ کے مستند ترین ریکارڈ میں موجود محفوظ ہے اس لئے اگر مذکورہ بالا روایت صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آج ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ مبارک میں حضرت آدمؑ کے حلیۂ مبارک کی ایک جھلک دیکھ سکتے ہیں، گویا کہ رسولِ آخر کی شبیہہ میں رسولِ اوّل کا عکس نظر آئیگا۔ بالفاظ دیگر حضرت آدم غائب و مستور ہوتے ہوئے بھی آج ہمارے سامنے موجود ہیں چنانچہ اس موقع پر جامع ترمذی اور شمائل ترمذی سے چند حدیثیں بیان کی جاتی ہیں، جن کے ذریعہ آپ کے حلیہ پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سرخ لباس میں کسی لمبے بال والے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ آپ کے بال کندھوں کو چھوتے تھے اور آپ کا سینہ بہت کشادہ تھا، نہ آپ پست قد تھے اور نہ دراز قد[96]

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پست قد تھے اور نہ دراز قد، بلکہ درمیانہ قد کے لوگوں میں تھے، بال نہ گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے، بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے، آپ نہ بالکل موٹے تھے اور نہ پوری طرح گول چہرے والے بلکہ چہرے میں تھوڑی سی گولائی تھی، رنگ سرخی مائل سفید تھا، آنکھیں بالکل کالی اور پلکیں لمبی تھیں، شانے اور جوڑ بڑے تھے، بدن پر بال نہیں تھے مگر بالوں کا ایک خط سینے سے ناف تک کھینچا ہوا تھا، ہتھیلیاں اور تلوے پُر گوشت تھے جب آپ چلتے تو پیر زمین پر پوری طرح رکھ کر چلتے گویا کہ آپ نیچے اتر رہے ہیں۔[97]

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معتدل اور خوبصورت جسم والے تھے۔ آپ کا رنگ گندمی تھا، جب آپ چلتے تو جھک کر چلتے[98]

حضرت براءؓ سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح (لمبا) تھا تو آپ نے جواب دیا کہ نہیں وہ چاند کی طرح تھا[99]

---

[96] جامع ترمذی، ابوعیسیٰ ترمذی، ابواب المناقب، باب ماجاء فی صفة النبیؐ

[97] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہؐ، ص ۱-۲، مطبع مجیدی کانپور

[98] ایضاً

[99] جامع ترمذی، ابواب المناقب: ۵/۵۹۸، احیاء التراث العربی، بیروت

۷۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں بعض روایات اس قسم کی بھی ملتی ہیں کہ آپ بے ریش تھے اور ڈاڑھی آپ کے بعد آپ کی اولاد میں ظاہر ہوئی، نیز یہ کہ آپ بہت لمبے (بعض روایات میں ساٹھ ہاتھ کے) گھنے بالوں والے، گندم گوں اور سب سے زیادہ خوبصورت تھے [100]

۸۔ دورِ آدم سے زراعت اور پارچہ بافی کا آغاز ہوا، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر اُترے تو آپ نے کھیتی باڑی کی اور حوّا نے اون کاتا اور اس کو اپنے ہاتھ سے بُنا [101]

(ولما ھبط الی الأرض حرث، وغزلت حوا الشعر وحاکتہ بیدھا)

اسی طرح ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کھیتی کرتے تھے [102]

نیز دیلمی نے مسند فردوس میں حضرت انس رضؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اولین پارچہ باف حضرت آدم تھے [103]

۹۔ حضرت آدمؑ کو تمام ضروری صنعتوں کا علم دیا گیا تھا جیسا کہ بزاز، ابن ابی حاتم اور طبرانی کی ایک مرفوع حدیث سے ثابت ہوتا ہے جو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ سے مروی ہے [104]

۱۰۔ حضرت آدمؑ نہ صرف بہت زیادہ خدا پرست اور متقی انسان تھے جیسا کہ متعدد روایات سے ثابت ہوتا ہے (دیکھئے تفسیر در منشور) بلکہ آپ اسلامی عقیدے کے مطابق زمین پر اولین نبی اور رسول بھی تھے، اس پر قرآن اور حدیث دونوں دلیل ناطق ہیں مگر طوالت کے خوف سے اس بحث کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اس پر مفصل بحث کسی اور موقع پر آئے گی۔

بہر حال یہ اور اس قسم کے دیگر حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ آدم انتہائی مہذب اور ترقی یافتہ نوع کا نمائندہ تھا۔ اب یہ حقائق اثری تحقیقات کی رُو سے جس نوع پر پوری طرح منطبق ہو جائیں، اسی کا اولین نمائندہ آدم مانا جائے گا۔

ارتقاء ثابت نہیں ہے قرآن اور حدیث کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت آدم کی تخلیق ارتقاء کے طور پر نہیں بلکہ تخلیق خصوصی کے تحت عمل میں آئی تھی، لہٰذا حضرت آدم کا اپنے ظہور کے ساتھ ہی ایک واضح تہذیب پیش کرنا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ آپ ارتقائی طور پر نمودار نہیں

---

[100] المعارف، ص ۹، مطبوعہ کراچی
[101] ایضاً
[102] تفسیر در منشور: ۱/۵۷
[103] ایضاً
[104] تفسیر در منشور ۱/۵۷

ہوئے بلکہ ایک غیر مرئی قوت قدم قدم پر آپ کی رہنمائی کر رہی تھی۔

تاریخی نقطۂ نظر سے ظہور آدم کے غیر ارتقائی ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ آدم اور آپ کی اولین اولاد اپنے مردوں کو دفنانا نہیں جانتی تھی، بالفاظ دیگر انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ ان کو اپنے مردوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیئے؟ چنانچہ حضرت آدم کے اولین بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو وہ نہایت درجہ حیران ہوا کہ اسے اپنے بھائی کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟ آخر اللہ تعالیٰ نے ایک کوّے کو بھیجا تاکہ وہ زمین کھود کر اسے دکھائے کہ مُردے کی تدفین کا طریقہ کیا ہے تو قابیل اپنی اس ناواقفیت پر افسوس کے ساتھ پکار اٹھتا ہے۔

قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْاَةَ اَخِيْ ج فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ : وہ کہہ اٹھا ہائے افسوس! میں تو اس کوّے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپانے کی تدبیر کرتا، اس طرح وہ شرمندہ ہوا (مائدہ : ۳۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہور آدم ایک بالکل اجنبی اور نئے ماحول میں عمل میں آیا تھا ورنہ آدم اگر ارتقاء کا نتیجہ ہوتا یا "سابقہ انسانی قسم کی مخلوق" کے ساتھ اس کی ملی جلی معاشرت عمل میں آئی ہوتی تو پھر قابیل کو اپنے بھائی کی لاش ٹھکانے لگانے میں اس قدر پریشانی نہ ہوتی کیونکہ ظاہر ہے کہ سابقہ ناپید شدہ انواع میں اپنے مردوں کو دفن کرنے کا رواج تھا، جیسا کہ خود ماہرین آثار قدیمہ کا دعویٰ ہے۔ ظاہر کہ اس صورت میں آدم اور بنی آدم کو دوسرے انواع کے طور طریقوں اور ان کے رسم و رواج سے ضرور واقفیت ہوتی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو فرشتوں نے آپ کو غسل دیا اور حنوط لگا کر آپ کو کفنایا۔ پھر آپ پر نماز پڑھی اور قبر کھود کر دفن کیا پھر آدم کے بیٹوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے بنی آدم! یہ تمہارے میت کے بارے میں تمہاری سنت ہے اور تم اس سُنّت کو اسی طرح ادا کرو۔[۱۰۵]

تفسیر درمنثور میں اس معنی کی متعدد روایات مروی ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہیں۔ ان روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آدم اور آپ کی اولاد اپنے مردوں کو کفنانے اور دفنانے کے رسوم و آداب سے واقف نہیں تھے لہٰذا اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ آدم اپنی نوع کا اولین نمائندہ تھا۔

---

۱۰۵ تفسیر درمنثور : ۱/۶۱

وجود باری اور تردید ارتقاء آج دنیا میں بن مانس (بوزنہ) اور انسان کے درمیان والی کوئی بھی نوع جس کو ھومینیڈ (HOMINID) کہا جاتا ہے، پائی نہیں جاتی اور اس میں ھوموپرکٹس (سیدھا چلنے والی مخلوق) کی تمام ذیلی انواع اور ھوموسیپی ینس (ذہین مخلوق) کے دو سلسلے، نینڈرتھل نسل اور کرومیگنن نسل بھی شامل ہیں، یہ سب انواع معدوم ہو چکی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ یہ انواع دفعتہً اور اچانک روئے زمین سے غائب کیسے ہو گئیں جبکہ امیبا (AMOEBA) سے لے کر انسان تک دیگر حیاتیاتی انواع کا وجود (باستثنائے چند) ناپید نہیں ہوگیا؟ آخر انسان سے "قریبی تعلق" رکھنے والی کل انواع کی غیر موجودگی کیوں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ارتقاء پسندوں سے بن نہیں پڑ سکتا۔

اس واقعہ سے نظریۂ ارتقاء کی تردید نکلتی ہے، ظاہر ہے کہ بہت ساری انواع کا درمیان سے بالکل غائب ہو جانا کسی غیر معمولی سبب کی نشاندہی کرتا ہے، اگر ارتقاء واقعی صحیح ہوتا تو قیاس کی رُو سے بجائے کسی قدیم نوع کے جدید نوع کو مٹ جانا چاہیئے تھا کیونکہ قدیم نوع اپنی قوت اور عددی کثرت میں ہر نوع سے فائق و برتر ہوتی ہے اور ہتھیار سازی کے باب میں خود ماہرین آثار قدیمہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس کا رواج لاکھوں سال سے جاری ہے اور جیسا کہ گزر چکا، آج زمین پر جن قدیم ترین اوزار کا پتہ چلا ہے وہ ۲۶ لاکھ سال سے پہلے بھی ہتھیار سازی کا رواج رہا ہے لہذا یہ بات کس طرح قابل فہم ہے کہ ایک نئی نوع اپنے ظہور کے ساتھ ہی قدیم نوع کو بالکل ختم کر کے رکھدے جب کہ وہ ابتداً ہر اعتبار سے بالکل قلیل ہوتی ہے؟ مگر یہاں پر جو معمّہ ہے اس کی رُو سے اس کو واقعتاً مقابلہ آرائی کا نام بھی نہیں دیا جا سکتا کیونکہ یہاں پر تو نئی انواع کے ظاہر ہونے کے وقت یا اس سے پہلے ہی قدیم انواع کا معدوم ہو جانا ثابت ہے جیسا کہ گزر چکا خود ماہرین آثار قدیمہ تسلیم کرتے ہیں کہ طبقاتی اعتبار سے بعض انواع کے درمیان زمانی خلا پایا جاتا ہے اور نینڈرتھل انسان کے بارے میں تو صاف طور پر کہا جاتا ہے کہ وہ فاسل ریکارڈ سے اچانک غائب ہو گئی گویا کہ ایک دوسری نوع اس کی جگہ لینے کے لئے اچانک ظاہر ہوگئی اس کا مطلب یہ ہوا کہ کم از کم بعض قدیم و جدید انواع کے درمیان کسی "تصادم" یا جنگ و جدال کی نوبت ہی نہیں آسکی بلکہ اس قسم کی کسی معرکہ آرائی کے بغیر ہی سابقہ بہت سی سابقہ خود بخود ختم ہو گئیں۔ آخر کیوں؟ انہیں کس نے تباہ کیا اور کیسے تباہ کیا؟ یہ ایک ایسی گتھی ہے جسکو ارتقاء پسند لوگ کبھی نہیں سلجھا سکتے۔

اس موقع پر ایک جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ (HOMINID) خاندان کے علاوہ بھی کئی ایسی انواع گزری ہیں، جو آج زمین پر باقی نہیں رہیں، مثلاً ڈینوسار (DINOSAUR) وغیرہ۔ لہٰذا ھومینیڈ خاندان کی یہ انواع بھی اسی طرح ختم ہو گئی ہوں گی، مگر یہ جواب اس لئے صحیح نہیں ہو سکتا کہ ڈینوسار وغیرہ کا "تعلق" انسان سے بہت دور کا ہے اور یہاں پر سوال صرف قریب ترین انواع کا ہے۔ آخر یہ کیا بات ہے کہ ان قریب ترین انواع میں سے کوئی بھی نوع آج زندہ نہیں رہی جب کہ بہت سی کمزور ترین انواع حتیٰ کہ امیبا جیسی یک خلوی (UNI CELLULAR) نوع کا وجود بھی فنا نہیں ہو گیا؟ آخر "ترقی یافتہ" "انواع کے مقابلے میں" کمزور انواع" کی یہ سخت جانی کیوں ہے؟ اور وہ کون سے حالات ہیں جن کے باعث ترقی یافتہ انواع تو مٹ گئیں مگر کمزور ترین انواع باقی رہ گئیں؟ جبکہ تنازع للبقاء (STRUGGLE FOREXISTANCE) اور بقائے اصلح (SUR- VIVAL OF FITTEST) کے فلسفے کے تحت تمام کمزور انواع کو فنا کے گھاٹ اتر جانا چاہیئے تھا۔ آخر یہ کس قسم کا طبعی انتخاب (NATURAL SELECTION) ہے جو الٹی سمت بہہ رہا ہے؟

اب مذہبی نقطہ نظر سے اس مشکل ترین مسئلے کا حل یہ ہے کہ اگر مذکورہ بالا واقعات اسی طرح ہیں جسطرح کہ ماہرین آثار قدیمہ بیان کرتے ہیں تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا دستِ قدرت نے انسان کی عبرت و بصیرت کے لئے یہ آثار و باقیات بطور ثبوت طبقات الارض کے ریکارڈ میں نہایت درجہ احتیاط کے ساتھ رکھ چھوڑے ہیں تاکہ اس سے موجودہ دور میں دوہرے فوائد حاصل ہوں، چنانچہ ان اکتشافات کے ذریعہ نہ صرف خدا کا وجود ثابت ہوتا ہے بلکہ دین اسلام کی حقانیت بھی ظاہر ہوتی ہے وہ اسطرح کہ کسی بھی "شعوری نوع" یا مکلف مخلوق" (موجودہ اصطلاح کے مطابق جنس ہومو کی کوئی نوع) کو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں صرف امتحان اور آزمائش کی خاطر پیدا کرتا ہے تاکہ وہ ہمیشہ خیر و شر میں تمیز کرے اور اطاعت الٰہی سے روگردانی نہ کرے اور پھر مسلسل نافرمانی کے نتیجے میں اس کو ہلاک کر دیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں جا بجا اقوام عالم کی سرکشی کے سلسلے میں مذکورہ تنبیہہ و تہدید سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔

اس لحاظ سے یہ بات زیادہ قرین قیاس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ شعوری انواع ... (ذہین مخلوق) کو ان کی کسی حد سے زیادہ نافرمانی کی پاداش میں عالمگیر طور پر ہلاک کر دیا ہو جیسا کہ قصہ آدم کے سلسلے میں پچھلے صفحات میں مذکورہ روایات سے اس موضوع پر بخوبی روشنی پڑتی ہے

کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک آسمانی مخلوق کے ذریعہ جنّوں کو (جو آدم سے پہلے زمین پر آباد تھے) مار بھگایا اور ان کے وجود سے زمین کو پاک وصاف کر دیا۔

قوموں کی تباہی کا اسلامی فلسفۂ تاریخ

قرآن مجید میں جہاں پر پچھلی انسانی قوموں کی تباہی وبربادی کا تذکرہ کیا گیا ہے تو وہاں پر اس کا فلسفہ بھی یہی بیان کیا گیا ہے کہ خدا فراموشی اور زمین میں حد سے زیادہ سرکشی، فتنہ وفساد اور ناحق کوشی وغیرہ (جسکی تعبیر قرآن مجید میں زیادہ تر "ظلم وزیادتی" کے الفاظ سے کی گئی ہے) کی وجہ سے پچھلی قوموں کا صفایا کر دیا گیا ہے، چنانچہ یہ "سنت الٰہی" یا خدائی قانون ہے جو ما قبل آدم انواع اور سابقہ امم بنی آدم دونوں پر یکساں طور پر صادق آسکتا ہے بالفاظ دیگر جسطرح جنّوں اور جنّوں کو ان کے گناہوں کی پاداش میں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا، اسی طرح عاد وثمود اور دیگر بہت سی قوموں کو بھی دنیا کے اسٹیج سے اُتار دیا گیا۔ ازل سے یہی سُنت الٰہی رہی ہے جو ابد تک جاری رہے گی۔ اس میں کبھی کوئی استثناء نہیں رہا ہے۔

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِن قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِن بَعْدِهِمْ لِنَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ :

اور یقیناً ہم نے تم سے پہلے کئی امتوں کو ہلاک کر دیا جب کہ انہوں نے ظلم کی راہ اختیار کی حالانکہ (ہمارے) رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لا چکے تھے، مگر وہ (ان پر) ایمان لانے کے موڈ میں نہیں تھے اور ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں پھر ان کے بعد ہم نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیا کرتے ہو (یونس : ۱۳ - ۱۴)

ان دو آیات میں مختصر طور پر اقوام عالم کے سلسلے میں نہ صرف خدائی قانون کی وضاحت کی گئی ہے بلکہ "خلافت ارض" کا پورا فلسفہ بھی سمجھا دیا گیا ہے، نیز اسی طرح ارشاد باری ہے

فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا :

"اسی طرح ہم نے کتنی ہی بستیوں کو تباہ کر دیا جو ظالم بن چکی تھیں (وہ دیکھو) وہ اپنے چھتوں کے بل گری پڑی ہیں (حج : ۴۵)

وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ :

اور ہم نے کتنی ہی بستیوں کو غارت کر دیا، جو ظالم تھیں اور ان کے بعد ہم نے دوسری قومیں

پیدا کیں۔ (انبیاء : ۱۱)

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ

"کیا انہوں نے مشاہدہ نہیں کیا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے انہیں زمین میں وہ اقتدار بخشا تھا جو تمہیں نہیں بخشا اور ہم نے ان پر آسمان سے خوب بارشیں برسائیں اور ان کے نیچے نہریں بہا دیں، پھر ہم نے ان کے گناہوں کی پاداش میں انہیں ہلاک کر کے ان کے بعد دوسری امتوں کو پیدا کیا (انعام : ۶)

یہ آخری آیت کریمہ اپنے اسلوب کے لحاظ سے بہت اہم ہے جو عصر جدید پر اس حیثیت سے بھی صادق آسکتی ہے کہ اس میں گذشتہ قوموں کی تاریخ اور ان کے آثار سے عبرت و بصیرت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اور اس میں جدید اثریات یا احفوریات (PALEONTOLOGY) کا مطالعہ بھی شامل ہو سکتا ہے جو آج پوری نوع انسانی کے سامنے ایک سوالیہ نشان بن کر کھڑا ہو گیا ہے جبکہ حقیقت بالکل سامنے ہے، صرف دیدۂ بینا کی ضرورت ہے ع

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

اس موقع پر یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ موجودہ ایٹمی اور بین السیارتی میدان میں آج انسان نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ آج کی دو بڑی طاقتوں کے درمیان کوئی بھی تصادم (اگرچہ وہ کسی غلط فہمی ہی کی بنیاد پر کیوں نہ ہو) پوری انسانی آبادی کو تہس نہس کر سکتا ہے اور یہ موجودہ مجرم اور خدا فروش انسانوں کی سزا ہو گی جس کا بھگتان پوری نوع انسانی کو ہو گا اور اس صورت میں بغیر "خدائی مداخلت" کے ایک اور دور کا "خاتمہ بالخیر" ہو جائے گا گویا کہ انسان خود اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹ لے گا اور ہو سکتا ہے کہ شاید ایسا ہی کوئی موقع اعلان قیامت اور حشر آخرت کا ہو۔

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ

تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑا جائے گا پھر تم اپنا بچاؤ نہ کر سکو گے (رحمن : ۳۵)

جناب کفیل احمد علوی انڈیا

مغربی تہذیب اور اسلامی تمدن

تماشائے عبرت اور ایک تقابلی جائزہ

تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں دنیا پر کسی نہ کسی تہذیب کی چھاپ رہی ہے۔ وسائل کی حد تک اس تہذیب نے فروغ پایا ہے، لوگوں کو متاثر کیا ہے جب ایران کی حدود دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں اور دنیا میں اسکی طاقت ایک عظیم طاقت سمجھی جاتی تھی تو اس کی تہذیبی قدریں بھی جگہ جگہ موجود تھیں اور ان کو اپنانا باعثِ فخر سمجھا جاتا تھا۔ یونانی تہذیب، قدیم رومی تہذیب اور آریائی تہذیب بھی ہمارے سامنے ہے، اسلام نے آکر اپنی مخصوص تہذیب پیش کر کے دنیا کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرلیا، پھر جیسے جیسے اسلام اپنے مضبوط اصولوں اور اپنی صداقتوں کے زور سے زمین کے مختلف حصوں میں پھیلتا گیا۔ اس کی تہذیبی اقدار بھی ذہنوں کو مسخر کرتی ہوئی آگے بڑھتی رہیں لیکن بد قسمتی سے مسلم حکمرانوں کے صحیح راہ سے ہٹ جانے اور باہمی اختلافات کا شکار ہو جانے کے بعد یورپین اقوام میدانِ سیاست میں آگے بڑھ گئیں، کئی صدیوں تک انہوں نے سیاسی حکمت عملی اور طاقت کے بل پر بہت سے ملکوں کو اپنی توسیع پسندانہ ذہنیت اور ہوس اقتدار کا شکار بنائے رکھا، اپنے ظالمانہ اور جابرانہ دور حکومت میں انہوں نے اعلیٰ سطح پر بھرپور وسائل سے کام لیکر اپنے مذہب اور اپنی عریاں تہذیب کو فروغ دینے کی کوششیں کیں اور وہ اس میں کامیاب رہے کیونکہ تمام اہم وسائل ان کے ہاتھ میں تھے، انہوں نے قدم قدم پر مطلب کے مطابق تعلیمی ادارے قائم کر دیئے، پرائمری اسکولوں سے لیکر یونیورسٹیوں تک ہر ادارہ میں اپنی پالیسی کے مطابق نصاب تعلیم رائج کر دیا، اور ملازمتوں کے لئے ان اداروں کی ڈگر[illegible]ازی قرار دیدی گئیں، یہی نہیں بلکہ غیر عیسائیوں کو ان کے اپنے مذہب، اپنی معاشرت، اپنے اخلاقیات اور دیرینہ روایات سے ہٹا دینے کی زبردست پیمانہ پر کوششیں کی گئیں۔ اس طرح کا لٹریچر تیار کرنے کے لئے مصنفین کو کثیر رقموں سے نوازا گیا، معزز خطابات دیئے گئے صورتِ حال میں نمایاں تبدیلیاں ہو جانے کے باوجود ان کی جد وجہد برابر جاری

رہی۔ ان کو یقین تھا کہ لوگوں کے عقائد و نظریات اور ذہنی اور قلبی فضا کو بدل دینے کے لئے ہمارے تعلیمی ادارے نہایت مؤثر ذرائع ہیں۔

ڈیڑھ دو صدی قبل سے دنیا میں یورپین تہذیب چھائی ہوئی ہے لیکن اس تہذیب نے جہاں دوسرے لوگوں کو اپنی تہذیب سے دور کر دیا، وہاں خود عیسائی نسلوں کو بھی عیسائیت سے دُور بلکہ دُور تر کر دیا ہے۔ اگر آپ صحیح معنوں میں عیسائیوں کو دیکھنا چاہیں تو وہ بہت کم ملیں گے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ تعداد عیسائیوں کی ہے وہ صرف نام ہی نام کے عیسائی ہیں ورنہ انہیں عیسائیت کے بارے میں نہ کچھ خبر ہے اور نہ وہ اس سے کوئی دلچسپی رکھتے ہیں۔ آج پورا یورپ اضطراری کیفیات میں مبتلا ہے، ان میں جو ذرا بھی سمجھ بوجھ رکھتے ہیں، وہ چوراہے پر کھڑے ہیں اور اس راہ کے متلاشی ہیں جس پر چل کر انہیں قلبی سکون اور حقیقی مسرت حاصل ہو سکے، وہ عیش و عشرت کے جھولوں میں جھولتے جھولتے اکتا گئے ہیں، وہ اتنے عریاں ہو گئے ہیں کہ اب انہیں اپنی عریانیت بری معلوم ہوتی ہے، ہپی ازم انہیں تلخیوں کا نتیجہ ہے اور ابھی نہ جانے کتنے ازم اور بنیں گے۔

یورپین تہذیب نے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر جھوٹ، مکر و فریب اور ظلم و ستم سے کوئی پرہیز نہیں کیا۔ ان کے یہاں اعلیٰ سطح پر بھی قول و عمل میں وحدت کا حسن کوئی وقعت نہیں رکھتا، شرم و حیا کا تو وہ جنازہ نکال چکے ہیں، بڑوں کا احترام، چھوٹوں پر شفقت اور ساتھیوں کے ساتھ باہمی مودت و محبت اور ایثار و خلوص ان کے یہاں بے معنی لفظ ہیں، آج دنیا میں جس قدر برائیاں پھیلی ہوئی ہیں وہ سب یورپین تہذیب کی دین ہیں، وہ بلند اخلاقیات سے ناآشنا ہیں، کردار کی عظمت ان کے یہاں کوئی چیز نہیں۔ ان کے معصوم بچے اپنی ماؤں کی راحت بخش گودوں اور ان کے حقیقی پیار سے محروم ہیں۔ ان کے یہاں نجاست مرئی سے بھی پاکی حاصل کرنے کا کوئی تصور نہیں، غیر مرئی کا تو سوال ہی کیا، ان کی تہذیب نے یا سود خوری کی عادت نے انہیں اتنا بے حس کر دیا ہے کہ وہ پانی کی فراوانی کے باوجود مہینوں غسل نہیں کرتے اور جب کبھی کرتے ہیں تو پانی سے بھرے ٹب میں بیٹھ جاتے ہیں، اگر اس موقع پر پیشاب کی ضرورت پیش آ گئی تو صاحب بہادر ٹب سے باہر آنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔ اسی میں بیٹھے بیٹھے ضرورت پوری کر لیتے ہیں، رفع حاجت کے بعد پانی سے استنجا ان کے نزدیک ضروری نہیں، صرف ٹشو (کاغذ) استعمال کرتے ہیں اور اگر ٹشو پاس نہ ہو تو ایسے ہی کھڑے ہو کر پینٹ چڑھا لیتے ہیں، ان کی پینٹوں پر پیشاب کے قطروں کی

وجہ سے داغ پڑ جاتے ہیں، وہ اپنے جسم اور کپڑوں کی بدبو چھپانے کے لئے طرح طرح کی خوشبوئیں استعمال کرتے ہیں جو اسپرٹ سے تیار کی جاتی ہیں اسی لئے ان میں الرجیک کی بیماری عام طور سے پائی جاتی ہے اور غالباً اسی وجہ سے ان لوگوں کے چہروں اور جسموں پر چھوٹے چھوٹے بدنما داغ پڑ جاتے ہیں اگر وہ لوگ اپنی غلط روش سے نہ ہٹے تو کچھ بعید نہیں کہ وہ کسی مہلک ترین بیماری کا اجتماعی طور پر شکار ہو جائیں، جو لوگ یورپین تہذیب کے دلدادہ ہیں انہیں اہل یورپ کے اِن حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

یورپ کے سفر سے واپس آنے والے حضرات کہتے ہیں کہ اہل یورپ اپنے حالات سے غیر مطمئن ہیں اور انہیں سکون کی تلاش ہے۔ ان حالات کے پیشِ نظر ضرورت ہے کہ ہمارے مبلغین اور اہل علم حضرات یورپ کے دورے کریں اور خوش اسلوبی کے ساتھ انہیں اسلامی تہذیب اور کتاب وسنت کی اعلیٰ تعلیمات سے روشناس کرائیں، یہ وقت کی اہم ضرورت ہے، جب ہم ان کو باور کرائیں گے کہ اسلام تمام انسانی ضرورتوں اور خوبیوں کا سرچشمہ ہے، اسلام کا دامن بہت وسیع ہے اور وہ شرافتوں، صداقتوں، حقیقتوں اور انسانیت کی تمام عظمتوں سے بھرا ہوا ہے، جب انہیں صحیح طور پر یہ معلوم ہو گا کہ اسلام مساوات واخوت کا سب سے بڑا داعی ہے اور زمین کی وسعتوں میں آباد تمام انسانوں کی فلاح وبہبود کے لئے وہ جو نظام زندگی پیش کرتا ہے، وہ فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہے اور دنیا میں جس کا کوئی جواب نہیں، تو لازماً وہ لوگ متأثر ہوں گے۔

وہ لوگ عام طور سے اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہیں اور جو واقف ہو چکے ہیں وہ اسلام کے دامن سے وابستہ ہو رہے ہیں۔ فرانس میں ایسے مسلمانوں کی خاصی بڑی تعداد موجود ہے، ان کی مساجد ہیں، خود اٹلی میں اسلام کے شرف سے بہرہ ور ہونے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی ہے اور اس میں برابر اضافہ ہو رہا ہے، جو لوگ یہ کہکر کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اسلام کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ اس صورتِ حال کو کیا کہیں گے!!

کیا فرانس میں اسلام کی تلوار چل رہی ہے۔ کیا عیسائیت کے عظیم ترین مرکز اٹلی میں تلوار مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے یا جو لوگ ہندوستان میں اسلام قبول کر رہے ہیں۔ کیا ان پر بھی مسلمانوں کی تلوار کا خوف غالب ہے جو انہیں تبدیلیٔ مذہب پر مجبور کر رہا ہے۔

TCP 5/85
ORIENT

- سانحہ بنوری ٹاؤن اور علماء اہلِ سنّت پر مظالم
- حکومت کی غفلت اور جانبدارانہ مجرمانہ رویہ
- مساجد کا تقدس اور دینی مدارس کا تحفظ بھی حکومت کی ذمہ داری ہے

ایوانِ بالا سینٹ میں معرکۂ حق و باطل

جامعۃ العلوم العربیہ بنوری ٹاؤن ملک کی عظیم دینی درسگاہ محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی یادگار اور اہلسنت کا دینی مرکز ہے۔ گذشتہ ماہ اہلِ تشیع نے انتظامیہ کی نگرانی اور سرپرستی میں جامعۃ العلوم اور جامع مسجد اور وہاں کے اکابر علماء و مشائخ اور طلبہ علوم دینیہ پر جس طرح مظالم اور ان کی تذلیل و تحقیر کی اور حکومت نے بھی دیدہ دانستہ اقلیتی فرقہ کی حمایت و حفاظت اور بھرپور سرپرستی کی تو اس پر ملک بھر میں ردّ عمل کے طور پر جمہور اہلسنّت نے احتجاج کیا۔ ایوان بالا (سینٹ) میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اظہارِ حق اور اتمام حجت کے طور پر جمہور اہلسنت کا جو مقدمہ پیش کیا اور پھر سینٹ کے مختلف اجلاسوں میں اس پر صدائے احتجاج بلند کرتے رہے ذیل میں سینٹ سیکرٹریٹ کی مختلف رپورٹوں سے نقل کرکے نذرِ قارئین ہے (ادارہ)

(۱۱ر اکتوبر ۸۶ء پانچ بجکر ۴۰ منٹ)

مولانا سمیع الحق | جناب والا! پاکستان چونکہ ایک اسلامی جمہوریہ ہے اور اسلام کا نام ہم سب لیتے ہیں تو میں ایک ایسے واقعہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں جو آج اور کل کراچی میں رونما ہوا ہے۔ اس پر اگر ہم تحریک التواء وغیرہ کا انتظار کریں تو اس کا موقع نہیں آئے گا۔ تقریباً ڈھائی سو علماء گرفتار کئے گئے ہیں اور اخبارات میں آیا ہے کہ بعض علماء کی انتہائی شرمناک طریقے سے تذلیل کی گئی ہے۔ ان کی داڑھیاں نوچی گئی ہیں۔ وہ نہایت پرامن اسلامی عقیدے کے متعلق عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کانفرنس کرنا چاہتے تھے کہ چاروں طرف سے پولیس نے جامع مسجد بنوری ٹاؤن کے حدود کو روک لیا اور جن لوگوں نے ۱۴۴ کی نافرمانی نہیں کی تھی ایک ایک کرکے پرامن طریقے سے مسجد میں آرہے تھے ان کو بھی گرفتار کیا۔ جنگ اخبار میں ساری تفصیلات

آپ کے سامنے آسکتی ہیں اب تک ۲۲۰۰، افراد گرفتار کئے گئے ہیں ان کی داڑھیاں نوچی گئی ہیں۔ راتوں رات لوگوں کے گھروں پر چھاپہ مار کر اور مسجدوں میں پولیس نے گھس کر جوتوں سے نمازیوں کو مارا۔ اور ان پر پتھر پھینکے۔ اس معاملہ کو ایوان میں خدارا زیر غور لائیں۔ یہ آگ خدانخواستہ کہیں پورے ملک میں نہ پھیل جائے۔ مسلمانوں میں سواد اعظم اہلسنت کی طرف سے جو پروگرام عظمت صحابہؓ کانفرنس کا تھا اس کو جبراً بلا وجہ رد کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس میں کوئی اشتعال انگیزی نہیں تھی۔ کسی فرقے کے خلاف نہیں تھا۔ تو ساری کراچی میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے آپ سینٹ میں اس معاملے کو زیر غور لائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین | جی! اس میں مولانا..... جناب وسیم سجاد صاحب وزیر قانون آپ اس پر اظہار خیال کریں۔

جناب وسیم سجاد | جناب والا۔ مناسب یہ ہوگا کہ جناب وقت دے دیں تاکہ اس بارے میں تفصیل صوبائی حکومت سے منگوائی جائے۔ اور پھر وہ تمام تفصیل اس ایوان کے سامنے پیش کردی جائے گی۔ تاکہ اس پر مناسب کارروائی جو بھی جناب مناسب سمجھیں وہ کی جاسکے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین | جی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ میرے خیال میں مناسب یہ ہے کہ آپ تحریک دے دیں۔

مولانا سمیع الحق | انہوں نے پکڑ دھکڑ شروع کر رکھی ہے۔ وہاں چھاپے مار رہے ہیں۔ بڑے بڑے علماء، مفتی احمد الرحمن مولانا اسفندیار، مولانا عبدالستار تونسوی، سب لوگوں کو ہراساں کیا گیا۔ کچھ گرفتار ہیں۔ کتنے دن تک یہ تحقیقات کریں گے۔ کتنے دن یہ آگ وہاں سلگتی رہے گی۔ پھر کہیں گے کراچی کے واقعات۔ وہاں کتنا حساس علاقہ ہے کیسے نازک حالات ہیں۔ ان حالات میں سواد اعظم، اکثریت، ان کو اس طرح بھڑکانا اور بلا وجہ ان کو تکلیف میں ڈالنا ان کے علماء کی داڑھیاں نوچنا آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ آپ بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے کیا جرم کیا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین | میرا خیال ہے اس میں بہتر یہی ہے مولانا کہ آپ اسے باقاعدہ طور پر ایوان میں تحریری طور پر دے دیں تاکہ گورنمنٹ بھی تمام حالات سے باخبر ہو جائے۔ آئندہ اجلاس، کل یا پرسوں جو بھی ہوگا اس میں اس کو ترجیح دے دی جائے گی یہ تو ہو سکتا ہے۔

مولانا سمیع الحق | جناب والا اگر وزیر قانون صاحب یہ یقین دہانی کرا دیں

جناب وسیم سجاد | جناب والا! ہماری کوشش تو یہ ہوگی کہ اس ایوان کا اگلا اجلاس جو ۳۱ تاریخ کو ہو رہا ہے اس اجلاس میں ہی ہم مکمل تفصیلات فراہم کردیں۔ اگر کوئی دقت ہوئی تو میں ۳۱ تاریخ کو ایوان میں بیان کر دوں گا کہ اس میں کیا دقت ہے اور اس میں کوشش کی جائے گی کہ تفصیلات آجائیں۔

پھر ۳۱ اکتوبر کو سینٹ کے اجلاس میں مولانا سمیع الحق نے سینٹ کے چیئرمین اور وزیر قانون کے وعدہ اور یقین دہانی کے پیش نظر دوبارہ سانحہ بنوری ٹاؤن کا مسئلہ چھیڑا۔ اس سلسلہ کی رپورٹ کا جو حصہ سینٹ سکرٹریٹ سے حاصل ہو سکا

مذہبی پیشں خدمت ہے۔

مولانا سمیع الحق	پوائنٹ آف آرڈر
جناب ڈپٹی چیئرمین	اگر اس کے متعلق ہے تو تشریف رکھئے کیونکہ میں نے اس کے بارے میں رولنگ دے دی ہے۔
مولانا سمیع الحق	نہیں حضرت، اس کے بارے میں، بالکل عرض نہیں کر رہا ہوں۔ آپ کی رولنگ سر آنکھوں پر۔
جناب ڈپٹی چیئرمین	جی،

مولانا سمیع الحق | پرسوں آپ نے ایک وعدہ فرمایا تھا.... ہم نے ایک مسئلہ کراچی کے واقعات کے بارے میں اٹھایا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اگلے اجلاس میں فوراً وزیر قانون اس مسئلہ کے متعلق بیان دیں گے۔

ہم چونکہ براہ راست اس وقت کراچی سے آرہے ہیں اور وہاں حالات نہایت تشویشناک ہیں۔ تیسرا دن ہے کہ لوگ سینکڑوں گرفتار کئے گئے تھے۔ ابھی تک جیلوں میں ہیں۔ یہاں تک کہ اب جیلیں بھر گئی ہیں۔ اور اب ان کو تھانوں میں رکھا جا رہا ہے۔ سولجر بازار تھانہ میں ہم نے خود جا کر دیکھا کہ ستر افراد جن میں آٹھ آٹھ نو نو سال کے چھوٹے بچے بھی شامل ہیں، پڑے ہوئے ہیں۔ پانی تک ان کو نہیں دیا جا رہا۔ جن افراد کو پولیس نے اپنی پنجرہ نما گاڑیوں میں شام سے لے کر آٹھ بجے تک بٹھائے رکھا، ان کو ان گاڑیوں سے قضائے حاجت کے لئے بھی نہیں اترنے دیا گیا۔ اس طرح چار پانچ سو افراد اس شکل میں رہے۔ اگر وہ ان حالات کو کنٹرول نہ کر سکے تو کل یہ آگ پورے ملک میں خدا نخواستہ بھڑک نہ جائے۔ جناب وزیر قانون نے انشاء اللہ اب تک ساری تفصیلات جمع کی ہوں گی۔ ہم بھی ان کے سامنے کچھ حقائق پیش کر سکتے ہیں اگر وہ چاہیں۔ ہم تو اسی وجہ سے وہاں گئے تھے کہ حالات ٹھیک ہو جائیں اور حقائق سامنے آ جائیں۔ چوتھا دن ہے کہ یہ لوگ جیلوں میں ہیں۔ آخر ۱۴۴ دفعہ کسی نے توڑ بھی دی، جلسہ ہو گیا۔ اس طرح کے واقعات کے بعد عموماً لوگوں کو دو تین دن کے بعد چھوڑ دیا جاتا ہے۔ لیکن ان کو اب تک کیوں رکھا گیا ہے۔ وہاں پاکستان بھر سے تمام علماء جمع ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم کل سڑکوں پر نکلیں گے اور کسی طرح سے بھی ہم سڑکوں پر دھرنا مار کر بیٹھیں گے۔ خواہ فوج آئے یا پولیس آئے۔ ایسے حالات خدا کرے کہ پیدا نہ ہوں۔ بلکہ اس معاملے کو سلجھایا جائے۔ پہلے اس پر وزیر قانون اظہار خیال فرمائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین | مولانا صاحب، بالکل میں نے اس دن آپ سے وعدہ بھی کیا تھا کہ گورنمنٹ حالات سے باخبر ہو۔ مگر اس کے لئے بھی رولز کے تحت یہ کسی معاملے کو آؤٹ آف ٹرن لینے کے لئے ضروری ہے کہ ہاؤس کے سامنے متعلقہ تحریک کو پیش کیا جائے اگر ہاؤس اجازت دیتا ہے تو میں اسے پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔

قاضی عبداللطیف | گذارش یہ ہے کہ کسی صاحب نے اس کی مخالفت کی ہی نہیں۔ تو پھر ہاؤس سے کیوں پوچھنا چاہ رہے ہیں۔ جب انہوں نے مخالفت خود نہیں کی اور وہ اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں تو میرے خیال میں اس موقع پر ہاؤس سے پوچھنا کہ آپ کیا چاہتے ہیں درست نہیں۔

راجہ نادر پرویز وزیر مملکت برائے داخلہ | ابھی تک ہمارے پاس پوری تفصیلات نہیں پہنچیں۔ میری درخواست ہے

کہ اگر آپ اس موشن کو موو کرنا چاہتے ہیں تو موو کر دیجئے اور پرسوں ان شاء اللہ ہم اس کا جواب ہاؤس میں پیش کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین | آپ میری گذارش سنئے۔ ہاؤس میں اس مسئلہ پر بحث کے لئے ضروری ہے کہ ہاؤس سے اوٹ آف ٹرن اس پر بحث کی اجازت لینی ضروری ہے۔

مولانا سمیع الحق | میں نے اسی روز آپ کے حکم کے مطابق رولز کے مطابق لکھ کر دے دیا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین | آپ پڑھئے۔

مولانا سمیع الحق | میں پڑھ کر سناتا ہوں۔

تحریک | جناب چیئرمین۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ قومی اور ملی نوعیت کا معاملہ جو کہ حسب ذیل ہے زیر غور لایا جائے۔

کراچی کے اخبار مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۷ء سے واضح ہوتا ہے کہ پولیس نے جمشید روڈ کی مسجد سے عظمت صحابہ کانفرنس میں شرکت کے لئے جانے والے ڈہائی سو افراد کو گرفتار کر لیا۔ سواد اعظم اہلسنت کے راہنماؤں اور کانفرنس کے منتظمین کے خلاف مقدمات درج کرلئے۔ لوگوں کو روکنے کے لئے سات اطراف سے ناکہ بندی کر لی۔ جامع مسجد بنوری ٹاؤن میں پولیس داخل ہوئی جوتوں سے نمازیوں کو مارا، علماء کی داڑھیاں نوچی گئیں۔ سواد اعظم اہلسنت کے علماء کی گرفتاری کے لئے پولیس جلد ہی چھاپے مار رہی ہے۔ اس واقعہ سے پورے ملک کے اہل سنت مسلمانوں میں شدید بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین، میں اس کی تفصیلات میں تو نہیں جاتا لیکن اتنا عرض کروں گا کہ جناب وزیر مملکت راجہ نادر پرویز صاحب نے فرمایا کہ اس کی تفصیلات ہمیں ابھی موصول نہیں ہوئیں ابھی تک۔ میں حیران ہوں کہ یہ ایک ترقی یافتہ ملک ہے اس میں وسائل ہیں ذرائع ہیں۔ انٹیلیجنس ہے۔ ایف آئی اے، ڈائریکٹ ٹیلیفون کا سسٹم ہے۔ یہ دوسرا براعظم تو نہیں ہے، کسی اور براعظم کے بارے میں یہ بات تو متعلقہ نہیں ہے۔ آج تیسرا دن ہے۔ جیلوں میں لوگوں کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کئے بغیر ڈالا گیا ہے چھوٹے چھوٹے بچے جیلوں میں ہیں۔ صرف معلومات جمع کرنے کے لئے اور ہم کتنے ہفتے انتظار کریں گے۔ اگر وزارت داخلہ اور یہاں کے ذرائع کی یہ حالت ہے تو پھر ے

"تا تریاق از عراق آوردہ شود
مار گزیدہ مردہ شود"

یہ سارا جھگڑا ۲۰ صفر سے پہلے پہلے ختم کرنا چاہئے تھا جب ۲۰ صفر کا مسئلہ گذر جائے گا اور پانی سر سے گذر جائے گا تو پھر معلومات اکٹھی کر کے ہمیں بتائیں گے کیا خاک؟ تو خدارا اس معاملے میں آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ ہم بیان پیش کریں گے وسیم سجاد صاحب اس وقت موجود تھے۔ اگر آپ آج ہی اس بارے میں کوئی اطمینان بخش بیان دے دیں ــــ کم از کم ان لوگوں کو صبح ہونے سے پہلے پہلے رہا کرا دیں تو پھر بھی وہ مطمئن ہو جائیں گے۔ ہم تو اس ملک کی خیر خواہی کی بات کرتے ہیں۔ خدا کی قسم، سیاست کی بات نہیں کرتے۔ آپ کی کیوں آنکھیں نہیں کھلتیں جب آگ لگتی ہے اور بھڑک اٹھتی ہے تو پھر آپ اسمبلیٔ

ہیں کہتے ہیں کہ اب آپ حالات پر بحث کریں۔ اس معاملے کا رخ اگر قومی اور لسانی جھگڑوں کی طرف ڈال دیا گیا تو ..... کراچی کا علاقہ کتنا حساس ہے۔ وہاں اگر مذہبی قسم کی چیز بھی شامل ہو گئی تو پھر تو ..... اس لئے میں دونوں حضرات وسیم سجاد صاحب اور راجہ نادر پرویز صاحب سے اپیل کرتا ہوں کہ اس معاملے پر ہمیں کوئی تسلی بخش جواب دیں۔

جناب جہانگیر شاہ جوگیزئی یہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ علماء کی داڑھی نوچی گئی تو کیا یہ پولیس میں آج کل نائی بھرتی ہو چکے ہیں کہ وہ بالوں کو دیکھ کر تڑپ جاتے ہیں یا کیا؟

ڈپٹی چیئرمین | تشریف رکھئے جی شکریہ! مولانا صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے یہ ہاؤس کے سامنے پیش کی جاتی ہے at to turn لینے کی اگر ہاؤس اس کی اجازت دیتا ہے تو میں لیتا ہوں۔

آوازیں | منظور ہے منظور ہے۔

ڈپٹی چیئرمین | ٹھیک ہے جی منظور ہے۔ جی مولانا سمیع الحق صاحب۔

مولانا سمیع الحق وہ تو پڑھ لی ہے۔ اگر پڑھی ہوئی تصور کر لیں تو دوبارہ ضرورت نہیں ہوگی۔

ڈپٹی چیئرمین | ٹھیک ہے جی پڑھی ہوئی تصور کر لی جاتی ہے۔

جناب وسیم سجاد | جناب والا! ہم اس پر بیان دے چکے ہیں کہ اس کی ابھی پوری اور مکمل تفصیلات نہیں آئیں۔ اس کو آپ مہربانی کر کے پرسوں لے لیں تاکہ حکومت کی جانب سے کوئی بیان دیا جا سکے۔

ڈپٹی چیئرمین | مولانا صاحب۔ منسٹر کی طرف سے یہ statement آئی ہے کہ پرسوں لے لیں اس لئے کہ یہ زیر بحث تو اب آ ہی جائے گی۔

قاضی عبداللطیف | پوائنٹ آف آرڈر جناب والا۔ گذارش یہ ہے کہ میں اپنے محترم وزیر سے اتنی گذارش کروں گا کم از کم وہ اتنا تو فرما دیں اس وقت۔ ہم ان کو اس وقت تحقیقات کر کے اور جو لوگ پکڑے گئے ہیں کم از کم ان کو تو رہا کرایا جائے تاکہ یہ اشتعال مزید نہ بڑھے۔

اس کے بعد ۱۴ر اکتوبر کو چھ بجکر بیس منٹ پر سانحہ بنوری ٹاؤن اور اہلسنت پر مظالم کے خلاف آواز اٹھائی جس کی سیکٹر پورٹ رپورٹ درج ذیل ہے

مولانا سمیع الحق | جناب والا۔

جناب چیئرمین | جی۔

مولانا سمیع الحق | یہ تحریک اتوار کے دن اصل میں پیش ہوئی تھی۔ اتوار کے دن جناب وسیم سجاد نے فرمایا کہ میں اس کے بارے

یہ معلومات اکٹھی کر کے آپ کو منگل کے دن تفصیل بتا دوں گا۔ جناب ڈپٹی چیئرمین نے کہا کہ آپ ان کے وعدے پر یقین کر لیں اور انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ چنانچہ ہم نے انتظار کیا۔ کل پھر باضابطہ اس تحریک کے لئے ایوان سے اجازت لی گئی۔ ڈپٹی چیئرمین صاحب نے ان کی اجازت سے کہا کہ آپ اپنی تحریک پڑھ کر سنائیں۔ اور انہوں نے پھر فرمایا کہ اس کے بعد جو بھی سیشن ہو گا..... تو میں نے اس وقت بھی عرض کیا تھا کہ یہ حالات بڑے سنگین ہیں۔ کل کا دن بھی گذر جائے گا تو بہت سی اور بڑھے گی۔ خدا را اس پر کچھ اظہار خیال فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ کل۔ اگلا اجلاس جب ہو گا تو میں ضرور اظہار خیال کروں۔ یہ راجہ نادر پرویز صاحب نے فرمایا تھا۔ چنانچہ وہی جو خطرہ تھا وہی ہوا۔ آج وہاں مسجد میں دو گھنٹے شلنگ ہوئی اور اٹھارہ علماء جو کہ ملک کے ممتاز ترین علماء ہیں، گرفتار ہوئے ہیں۔ اور فوج ان کو لے کر گئی ہے۔ یہ اضطراب سارے ملک میں پھیل گیا ہے۔ اور آج بھی اگر ہم اس پر خاموش رہے۔ وزیر داخلہ صاحب یا وزیر قانون نے کچھ اظہار خیال نہ فرمایا تو کم از کم جس معاملہ کا وعدہ کیا گیا تھا آپ اسے مستثنیٰ قرار دے دیں۔ باقی ہم ٹھیک ہے کہ اور تحاریک وغیرہ پیش نہیں کریں گے۔ لیکن اس معاملہ کو آج پینڈنگ نہ کریں۔ کیونکہ دو دفعہ ہم سے ایوان میں وعدہ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین | جہاں تک میری اطلاع کا تعلق ہے آپ نے جو تحریک پیش کی تھی وہ ایوان میں پڑھ کر سنائی گئی تھی لیکن اس پر فیصلہ ہوا تھا کہ اس کو جمعرات تک مؤخر کیا جاتا ہے۔ یہ جو آج کا اجلاس ہے، جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے یہ متوقع نہیں تھا کہ بدھ کو بھی اجلاس ہو گا۔ کیونکہ یہ پہلے نظام الاوقات میں یہ چیز شامل نہیں تھی۔ خدا جانے کن وجوہات کی بنا پر کل ایوان نے یہ فیصلہ کیا کہ "نہیں" اس دن بھی اجلاس منعقد ہونا ہے۔

مولانا سمیع الحق | لیکن آج جو حالات سامنے آئے ہیں وہ بڑے نازک ہو گئے ہیں اس کے مطابق اگر آج ہی اس پر بات ہو جائے تو حرج کیا ہے جی؟ راجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر آپ کہیں تو میں تیار ہوں۔

مولانا سمیع الحق | تو میں تحریک پڑھ کر سنا دوں جی۔

اس کے بعد وزیر مملکت نے اس مفہوم پر مفصل بیان پڑھ کر سنایا جس کی مولانا سمیع الحق نے پر زور تردید کی

مولانا سمیع الحق | جناب چیئرمین! میں ایک گزارش کروں گا کہ صوبائی حکومت نے جو ان کو اطلاعات فراہم کی ہیں وہ قطعاً حقائق کے خلاف ہیں۔ اور ساری حقیقت مسخ کر کے ان کے سامنے رکھ دی ہے تو کل ہمیں موقع دیں کہ ہم اصل حقائق راجہ صاحب کے سامنے رکھ دیں:

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

اپنے گھر کو سنبھالو

آج انسان آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے ۔ آدمیوں کو مارنے والوں سے پوچھتا ہوں، ذرا بتاؤ تم نے اپنی زندگی میں کتنے بچھو مارے ہیں ۔ ذرا لکھ کے مجھے دو ۔ ایک بچھو نہیں مارا ہوگا ۔ ایک سانپ نہیں مارا ہوگا ۔ ایک بھیڑیے کا شکار نہیں کیا ہوگا تو کیا آدمی ہی رہ گیا ہے مارنے کے لئے ؟ خدا کے غضب سے نہیں ڈرتے ہو ۔ کیا آدمی بچھو سے بھی گیا گذرا، سانپ سے بھی گیا گذرا ہے ۔ کتنے چوہے مارے یہی بتا دیجئے ؟ چوہے بڑا نقصان کرتے ہیں ۔ آپ نے کتنے چوہے مارے ؟ یہ جو بڑے تیس مار خاں بنے ہوئے ہیں اور جن کے ہاتھ انسانوں کے خون سے سرخ ہو رہے ہیں ۔ انہوں نے کتنے موذی جانور مارے ہیں ؟ ایک نہیں مارا ہوگا ۔ آدمی مارنے کے لئے شیر ہیں اور شیر مارنے کے لئے بلّی ۔ شرم آنی چاہئے ۔ کسی کے باغ میں جاکر ایک پھول کو مسلو ۔ معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا کیا حشر ہوتا ہے ؟ باغ کے مالک ایک پھول خراب کرنے اور ایک گلاب کا پودا نکالنے کے روادار نہیں ۔ تو کیا اللہ میاں اپنے اس چمنستان میں یہ پسند کرے گا کہ وہ بنائے اور تم بگاڑو، کمہار ہی کے یہاں جاکر کبھی دیکھ لو، دو چار گھڑے توڑو ۔ دیکھو کیسے آتے ہو ۔ سر بھی تمہارا سلامت رہتا ہے کہ نہیں ۔ دو ٹکے کا کمہار تمہیں بغیر نہیں چھوڑے گا ۔ کمہار کے گھڑے نہیں توڑ سکتے ہو ۔ اللہ میاں کے بنائے یہ پھول، اللہ کے بنائے ہوئے یہ گلدستے، اللہ کے بنائے ہوئے یہ شیش محل اللہ کے بنائے یہ تاج محل ۔ جس پر ہزار تاج محل قربان ہوں ۔ تاج محل یہ کس کا بنایا ہوا ہے انسان کا ۔ انسان کس کا بنایا ہوا ہے، خدا کا، پھر اس تاج محل کی کیا حقیقت ہے انسان کے سامنے، اللہ میاں تاج محل بنائیں تم توڑو، ذرا آگرہ کے تاج محل پر تم ہاتھ اٹھا کر دیکھو، گردن تمہاری ناپی جاتی ہے کہ نہیں ؟ اپنے یہاں کے آثار قدیمہ ہیں، جو خود گر رہے ہیں، ان پر کہیں ہاتھ اٹھا کر دیکھو ۔ بس اللہ میاں کی بنائی ہوئی چیزیں ہی ایسی سستی ہیں کہ ان کی کوئی قیمت ہی نہیں ۔ جب چاہو ان کو توڑ کر رکھ دو ۔ صاف سن لو، فسادات کر کے، آدمیوں کو مار کر کے، رشوت لے کر، کام چوری کر کے ۔ ملک رہے گا نہیں، چاہے اس کی پشت پر امریکہ ہو، چاہے روس ہو، سن لو، صاف بات، اپنا گھر اگر تم بگاڑو گے، کوئی دوسرا سنبھال نہیں سکتا ۔ اپنا گھر اپنے ہی ہاتھ سے بنتا ہے ۔ اپنے گھر کو سنبھالو ۔

STM-1/79

Crescent Communications International

قارئین بنام مدیر

- عیسائیت کی تبلیغ اور ارتداد کی یلغار
- تاریخ دعوت وعزیمت کا تسلسل
- مکتوب بنگلہ دیش

افکار و تاثرات

مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ اور ارتداد کی یلغار

اس وقت میں آپ کی اور آپ کی وساطت سے مؤقر جریدہ الحق کے قارئین کی ایک ایسے اہم مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں جو گویا پوری مسلم دنیا کا سب سے اہم اور ان کے جذبات کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ وہ یہ کہ عیسائیوں نے ایک بین الاقوامی منصوبے کے تحت اس صدی کے اختتام تک افریقہ کو عیسائیوں کی اکثریت پر مشتمل براعظم میں تبدیل کردینے اور دیگر مسلم ممالک میں عیسائیت کے مؤثر غلبہ اور اس کی ہمہ گیر تبلیغ و اشاعت کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ صرف افریقہ ہی نہیں اب پوری مسلم دنیا مثلاً انڈونیشیا، بنگلہ دیش، پاکستان، ترکی اور مصر جیسے بڑے مسلم ممالک اور پاکستان میں افغان مہاجرین کیمپ بھی ان کے ہدف اور تبلیغ عیسائیت کی زد سے خالی نہیں۔

بس اس وقت سوڈان کے سابق صدر فیلڈ مارشل جناب عبدالرحمن کی تقریر جو انہوں نے رابطہ عالم اسلامی کے چھبیسویں سالانہ اجلاس منعقدہ ۱۳ اکتوبر میں کی ہے۔ اس کے حوالے سے افریقہ میں عیسائیوں کے کام اور تیزی سے تبلیغ کے نتائج و ثمرات کے طور پر اعداد و شمار بھی نقل کئے دیتا ہوں۔ کہ افریقہ کے ان پندرہ ممالک میں جہاں مسلم اقلیتیں آباد ہیں مسلمانوں کی مجموعی تعداد ۵۰ فیصد ہے۔ مثلاً نائیجیریا، ایتھوپیا اور تنزانیہ وغیرہ اور ۱۰ ممالک ایسے ہیں جہاں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب ۳۰ فیصد ہے اور اگر اسے اقلیت بھی تصور کر لیا جائے تب بھی دوسری اقلیتوں کی نسبت مسلمانوں کی بھاری اکثریت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بہر حال عیسائی منصوبہ میں مسلمانوں کو اور ان کی سرگرمیوں کو محدود کرنے، تعلیم، معیشت، تجارت، اقتصادیات، سیاسی اہمیت کم کرنے اور قبائلی، ملکی اور فروعی اختلافات کا فروغ اور عالم اسلام سے وہاں کے مسلمانوں کا انقطاع شامل ہے۔

جناب عبدالرحمن نے مندوبین کو بتایا کہ عیسائی مشنریوں کی اس طوفانی یلغار کے نتیجہ میں اب تک ۹ لاکھ مسلمان عیسائی بن چکے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ قحط زدہ افریقہ میں مسلم ممالک کے حکومتوں کی غفلت، بے اعتنائی اور سنگین کوتاہیوں اور عیسائی مشنریوں کی بیداری، موقع شناسی اور وہاں کے مفلوک الحال اور قحط زدہ بستیوں اور کیمپوں میں امدادی کارروائیاں کرکے اپنی خدمات سے ان کو ممنون اور متاثر کرکے بآسانی مسلمان مردوں اور عورتوں کی کثیر تعداد کو عیسائیت کی آغوش میں اپنا لیا ہے۔

یورپ کے مشنری اداروں نے اپنی سرگرمیوں کے لئے صرف افریقہ میں ۱۳ ارب ڈالر مختص کئے ہیں۔

اہل اسلام کے بعض عقائد فقہی اور مسلکی اختلافات کو فروغ اور ان کے ثقافتی اور باہمی تنازعات کے دوام و استحکام

پر ۱۲ لاکھ مطالعاتی پروگرام مکمل کئے ہیں۔ بے پناہ پروپیگنڈہ اور شبانہ روز کے ان مذموم مساعی کے نتیجہ میں اب افریقی ممالک میں جہالت، پسماندگی، بے روزگاری، بیماری، دین سے ناواقفیت، فروعات پر لڑائی جھگڑوں اور مسلم دنیا سے بے خبری و بے تعلقی کو مسلمانوں کی شناخت بنا دیا گیا ہے۔

جناب عبدالرحمٰن سوارالذہب نے اس سلسلہ میں مزید انکشاف کر کے مندوبین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا کہ صرف افریقی ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ۵۰ ریڈیو اسٹیشن کام کر رہے ہیں ۔۔۲۰ ہزار چار سو اخبارات و رسائل شائع ہو رہے ہیں ۴۰۳ بڑی ایجنسیاں امدادی کاموں میں مصروف ہیں۔ اور افریقہ سے باہر عیسائیت کی تبلیغ کے لئے قائم شدہ ڈیڑھ ہزار ریڈیو اسٹیشنوں سے مقامی آبادی کا رابطہ قائم کر دیا گیا ہے۔ اور بعض افریقی ممالک نے افریقی مسلمانوں کے لئے سفر حج بھی ممنوع قرار دے دیا ہے۔ علاوہ ازیں وہاں کے مسلمانوں کے اخلاقی کردار کو تباہ و برباد کرنے کے لئے نائٹ کلبوں، سینما گھروں، ناچ گھروں، شراب خانوں اور بدکاری کے اڈوں کا بھی وسیع جال بچھا دیا گیا ہے۔

میں اہلِ اسلام کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اس وقت اسلامی دنیا کے حکمران بالخصوص حکومت پاکستان دانستہ یا نادانستہ طور پر مغربی ممالک بالخصوص عیسائی دنیا کے مذموم مقاصد اور بدترین مفادات کی تکمیل کے لئے کہیں آلہ کار کا کردار تو نہیں ادا کر رہے؟ جہاں تک حالات، آزادیوں، بے راہ رویوں، جنسی آزادی، نائٹ کلبوں، سینما گھروں، شراب خانوں، کھیلوں کے فروغ اور نفاذِ شریعت سے انکار و بغاوت کا رویہ ہے۔ تو یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ حکومت والے اپنی قوم، اپنے دین اور اسلام سے زیادہ مغربی دنیا کے وفادار، ان کے مقاصد کے آلہ کار اور ان کی تہذیب و تمدن کے شیدائی بن کر ان کے تباہ کن استحصالی عزائم کے پورے کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

افریقی ممالک سے قطع نظر اخبارات و رسائل میں جو بعض محقق معاصرین کی رپورٹیں شائع ہوئی ہیں وہ بھی اہلِ اسلام کی بیداری اور شعوری طور پہ انقلابی کام کرنے کا ذریعہ اور جھنجھوڑنے کا سبب نہیں بنیں گے؟ مثلاً انڈونیشیا جو ۱۶ کروڑ کی آبادی کا سب سے بڑا ملک ہے اور جہاں ۹۹ فیصد آبادی مسلمانوں کی ہے وہاں کی ۲۰ فیصد آبادی عیسائی بنائی جا چکی ہے۔ اور اس مقصد کی تکمیل علاوہ مشن کی سرپرستی و نگرانی امریکہ کے سابق صدر جمی کارٹر وہاں ڈیرہ ڈال کر انجام دے رہے ہیں۔

بنگلہ دیش ۱۴ کروڑ کی آبادی کا ملک ہے جہاں اب عیسائی مشنریوں نے سکولوں۔ ڈسپنسریوں امدادی کیمپوں کے ذریعہ اہلِ اسلام کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ اور لاکھوں مسلمان عیسائیت کی گود میں جا چکے ہیں۔ اور پاکستان تو ہے ان کی سرگرمیوں کا پرانا اور قدیم مرکز۔

میری اس گذارش کا مقصد یہ ہے کہ مسلم ممالک کے حکمران، اسلامی حکومتیں۔ بالخصوص حکومت پاکستان، اسلامی تنظیمیں، تمام اسلامی ممالک بالخصوص افریقہ اور بنگلہ دیش اور پاکستان میں اس مسئلہ پر فوری توجہ دیں۔ اپنے بھائیوں سے رابطہ قائم کریں ان کے مسائل میں بھرپور دلچسپی لے کر انہیں عیسائیت کی گود میں جانے سے بچائیں۔ خداتعالیٰ سب کو فکر و دانش اور خدمت

وحفاظت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ (محمد حکیم افغانی)

تاریخ دعوت وعزیمت کا تسلسل علماء حق نے جو ملک میں نفاذِ شریعت کی تحریک برپا کر رکھی ہے اور یہ ایک تاریخی تسلسل ہے ہندوستان میں مجدد الفِ ثانی کے تجدیدی کارناموں سے اس کا آغاز ہوتا ہے۔ پھر یہ تسلسل قائم رہا مثلاً :-

۱۔ امام شاہ ولی اللہؒ کے عظیم خانوادہ کی علمی فکری خدمات۔

۲۔ آزادیٔ وطن اور غلبۂ اسلام کے لئے شہدائے بالاکوٹ کی بے مثال قربانیاں۔

۳۔ ۱۸۵۷ء کا عظیم معرکہ حریت اور اس میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی زیر قیادت علماء حق کا عملی جہاد۔

۴۔ تعلیمی، نظریاتی اور تہذیبی محاذ پر دارالعلوم دیوبند کا انقلابی کردار۔

۵۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی تحریک ریشمی رومال۔

۶۔ تحریک آزادی میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی زیر قیادت جمعیۃ علماء ہند اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی زیر قیادت مجلس احرار اسلام کی بے مثال جدوجہد۔

۷۔ تحریک پاکستان میں حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیعؒ کی زیر قیادت جمعیۃ علماء اسلام کا فیصلہ کن کردار۔

۸۔ پاکستان کے دستور کو اسلامی بنانے کے لئے پہلی دستور ساز اسمبلی میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی جدوجہد اور دستور ساز اسمبلی میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کا مسلسل پارلیمانی کردار۔

۹۔ تحریک ختم نبوت کے مختلف ادوار بالخصوص ۷۴ء میں قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق مدظلہ کا قادیانیت اور ملتِ اسلامیہ کا موقف، لکھنا اور قائد ملت حضرت مولانا مفتی محمودؒ کا اسے اسمبلی میں پیش کرنا اور اس سلسلہ میں علماء حق کا فیصلہ کن کردار۔

۱۰۔ اور اب ملک گیر سطح پر تحریک نفاذ شریعت، ۲۲ سیاسی و اسلامی جماعتوں کا متحدہ شریعت محاذ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی قیادت، یہ سب ولی اللہی تحریک کی کڑیاں ہیں جو ہر کے طور پر اٹھتی اور باطل اور ظلم و استبداد کا سر کچلتی آتی ہیں۔ حق سونے کی مانند ہے اس پر گرد و غبار تو آسکتا ہے مگر اسے فنا نہیں کیا جاسکتا۔ سونا پھر سونا ہے۔ جب اس پر تھوڑی سی محنت ہوگی تو چمک اٹھے گا۔ موقف اور سمت درست ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی اور کامیابی نہیں ہوسکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب کی تحریک نفاذ شریعت تاریخ دعوت وعزیمت کا وہی تسلسل ہے جس کی بنیادیں گوئی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے "الجہاد ماض الی یوم القیامہ" جہاد قیامت کے روز تک جاری رہے گا۔ کے مبارک الفاظ سے کی ہے۔ (مولانا) اللہ وسایا۔ خانیوال

مکتوب بنگلہ دیش | جمعیۃ علماء اسلام کی قیادت آپ کو سونپ دی گئی، سن کر بہت خوشی ہوئی۔ اسمبلی میں آپ کی رکنیت اور اعلاء کلمۃ اللہ کی ترجمانی بھی ہمارے لئے باعث فخر ہے۔

مجھے آپ کی آراء اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی ذات اور افادات سے بے حد شغف ہے۔ اس لئے حضرت الشیخ کے مجالس، مواعظ، افادات اور تالیفات اور آپ کے تالیفات و تصنیفات اور تقاریر وغیرہ کے متعلق بے حد دلچسپی رکھتا ہوں اور برابر استفادہ کرتا رہتا ہوں۔ ادب المفرد، خطبات مدارس، انسانیت موت کے دروازہ پر، فضائل رمضان، وصول الافکار الی اصول الاکفار، بستان المحدثین۔ سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا، اور دیگر کئی ایک کتابوں کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کر چکا ہوں اور موتمر المصنفین کی گراں قدر اشاعتوں کا ترجمہ کرنا چاہتا ہوں۔ مولانا عبدالقیوم حقانی کی کتاب "دفاع امام ابوحنیفہ" پر مجلہ "دارالعلوم" دیوبند کا تبصرہ دیکھ کر ان کی کتاب سے بہت دلچسپی ہوئی۔ اور میرے حالیہ سفر قاہرہ میں میرے ساتھ رہی میں نے ابن العام شیخ الازہر استاذ حسام الدین سے اس بارے میں (دفاع امام ابوحنیفہ) بات چیت کی تھی۔ اور امام ابوحنیفہ پر قلت حدیث کے اعتراض کے جواب میں بندہ نے ان کے سامنے دفاع ابوحنیفہ اور اعلاء السنن کا ذکر چھیڑا تو انہوں نے اعلاء السنن اور مولانا ظفر احمد عثمانی کی تعریف کی۔ دفاع ابوحنیفہ کا اشتیاق ظاہر کیا۔ استاذ حسام الدین فن حدیث میں کافی مہارت اور شغف رکھتے ہیں۔ ہمارے اس مکالمہ سے دوسرے ممالک کے علماء بھی بڑے محظوظ ہوئے۔ ماہنامہ الحق اور دارالعلوم اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے بنگالی محبوں کو آپ حضرات کی دینی و سیاسی اور اشاعتی سرگرمیوں سے واقفیت پر مسرت اور افتخار کا حق پہنچتا ہے۔ (عبداللہ بن سعید جلال آبادی ازہری بنگلہ دیش)

مولانا مفتی محمد فرید صاحب
مفتی اعظم دارالعلوم حقانیہ

استفتاء

غیر مقلدین کی غلط فہمی، سفر برائے زیارت قبور

سماع موتی، توسل بالصالحین اور حیلہ اسقاط

سوال:۔ بعض آزاد منش اور غیر مقلد بھی قرآن اور احادیث سے استدلال کرتے ہیں تو ان کی غلط فہمی کا منشاء کیا ہے؟

جواب:۔ یہ لوگ غالباً چار غلطیاں کرتے ہیں۔ (ا) اول یہ کہ جس چیز کے متعلق وحی میں ذکر نہ ہو نہ نفیاً اور نہ اثباتاً۔ تو یہ لوگ اس کو نفی قرار دیتے ہیں۔ عدم الذکر اور ذکر العدم میں فرق نہیں کرتے۔ مثلاً یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ہیئت اجتماعی سے دعا نہیں کی۔ حالانکہ اس کے متعلق ذخیرۂ احادیث خاموش اور ساکت ہے۔ یہ لوگ عدم الذکر سے ذکر العدم بناتے ہیں۔ اور اگر یہ لوگ کہتے ہو کہ قرائن کی رو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ہیئت اجتماعیہ سے دعا نہیں کی ورنہ مروی ہوتا تو افترار سے بچئے۔ (ب) دوم یہ لوگ قول رسول اور فعل رسول اور تقریر رسول تینوں کو حدیث اور سنت قرار دیتے ہیں تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ بدعت اس چیز کو قرار دیا جائے جس میں یہ تینوں منتفی ہوں۔ لیکن یہ لوگ اس چیز کو جس کے متعلق فعل رسول ثابت نہ ہو۔ بے دھڑک بدعت قرار دے دیتے ہیں۔ اور مزید تحقیق نہیں کرتے۔ (ج) سوم یہ کہ حدیث ابو داؤد وما سکت عنہ فھو عفو۔ کی بنا پر اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ اور یہ لوگ ایسی اشیاء کو بے دھڑک حرام اور بدعت قرار دیتے ہیں (د) چہارم یہ کہ لوگ فقہاء کرام اور بزرگان کے مختصر یا مبہم کلام کو اپنی بخدیت کی توثیق کے لئے نقل کرتے ہیں اور ان کی تصریحات کو نظر انداز کرتے ہیں۔

سوال۔ کیا زیارت قبور کے لئے سفر جائز ہے۔

جواب۔ ہاں جائز ہے۔ نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا میں نے تم کو زیارت القبور سے منع کیا تھا پس آئندہ کے لئے زیارت القبور کیا کرو۔ اس میں سفر یا غیر سفر کی کوئی قید نہیں ہے۔

سوال۔ جو مساجد بمقدار سفر دور ہوں تو کیا ان کو نماز پڑھنے کے ارادہ سے جانا جائز ہے۔

جواب۔ ماسوائے مسجد حرام۔ اور مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے دیگر مساجد کو نماز پڑھنے کے ارادہ سے سفر کرنا نامناسب ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا ینبغی للمصلی ان یشد رحالہ الی مسجد یبتغی فیہ الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی۔ رواہ احمد

کسی نماز پڑھنے والے کے لئے یہ مناسب نہیں کہ ماسوائے مسجد حرام اور مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے دیگر مساجد کو نماز پڑھنے کے لئے سفر کرے۔

سوال۔ کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ان کی ملاقات کے لئے سفر کرنا اور تجارت اور جہاد کے لئے سفر کرنا جائز تھا؟

جواب۔ حدیث لا تشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد رواہ البخاری۔ یعنی صرف ان تین مساجد کو سفر کیا جائے گا۔ میں یہ قصر بہ نسبت الی المساجد کے ہے۔ یعنی مساجد میں سے صرف ان تین مساجد کو سفر کیا جائے گا۔ یہ حدیث اس ملاقات اور تجارت وغیرہ کے لئے سفر کرنے کے جواز سے ساکت ہے۔ جیسا کہ امام احمد کی حدیث سے واضح ہے۔

سوال۔ کیا اہل قبور سلام کا جواب دے سکتے ہیں۔ اور کیا زائرین کو جانتے ہیں۔

جواب۔ ہاں۔ جواب دے سکتے ہیں۔ اور زائرین کو جانتے ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ما من رجل یمر بقبر الرجل یعرفہ فی الدنیا ویسلم علیہ الا رد اللہ علیہ روحہ حتیٰ یرد علیہ السلام۔ رواہ ابن عبد البر وصححہ کما فی اقتضاء الصراط المستقیم فی تفسیر ابن کثیر۔ سورۃ الروم

یعنی جو شخص کسی واقف مردہ کی قبر پر گذرے اور اس پر سلام کرے تو اللہ تعالیٰ اس مردہ کو فہم اور نطق دیتا ہے اور یہ مردہ اس سلام کا جواب دیتا ہے۔

سوال۔ کیا مردے قریب سے سنتے ہیں۔

جواب۔ مردوں کے سننے اور نہ سننے کے متعلق قرآن ساکت ہے۔ اور احادیث ان کے سننے پر ناطق ہیں۔ اور یہ مسئلہ سلفاً خلفاً مختلف فیہ آرہا ہے حتیٰ کہ فقہاء احناف بھی اس میں مختلف ہیں۔ البتہ دلائل کی رو سے قوی ان کا سننا ہے اور اسی کو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور ابن کثیر نے مختار کیا ہے۔

سوال۔ کیا توسل بالصالحین جائز ہے۔

جواب۔ توسل بالصالحین جائز ہے۔ قرآن، احادیث، آثار اور عبارات فقہاء سے جواز ثابت ہے۔ البتہ کسی ولی کو سجدہ کرنا یا اس کی قبر کا طواف کرنا اور یا اس کے لئے نذر کرنا تاکہ یہ ولی اس شخص کی حاجت خدا کو پیش کرے

توسل شرکی ہے ۔

سوال ۔ کیا حیلۂ اسقاط جائز ہے ۔

جواب ۔ قرآن اور احادیث میں تین قسم کے حیلے مذکور ہیں ۔

١ ۔ اول وہ حیلہ ہے جو کہ تحلیل حرام کے لئے ہو جیسا کہ بنی اسرائیل نے کیا تھا ۔

٢ ۔ وہ حیلہ ہے جو دفع مضرت کے لئے ہو جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا تھا وہ جائز ہے ۔

٣ ۔ وہ حیلہ ہے جو فراغت ذمہ اور اسقاط واجب کے لئے ہو ۔ جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے کیا تھا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زانی مریض کے لئے کیا تھا اور بہ ضرورت کے وقت جائز ہے ۔ تمام فقہا حنفیہ نے اس حیلہ کی مشروعیت پر تصریح کی ہے ۔

البتہ اس حیلہ کی صحت کے لئے کچھ شرائط ہیں جن کی رعایت نہایت ضروری ہے ۔ مثلاً یہ کہ تملیک لسانی اور ہزل سے اجتناب کی جائے ۔ پس جس حیلہ میں ان شرائط کی رعایت مفقود ہو تو وہ حیلہ میت کے ذمہ کی فراغت کے لئے بے سود ہے ۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

مؤتمر المصنفین کی علمی و تحقیقی
اور
عظیم تاریخی پیشکش

دفاعِ امام ابوحنیفہؒ

پیش لفظ ــــ جناب مولانا سمیع الحق مدیر الحق
تصنیف ــــ مولانا عبدالقیوم حقانی رفیق مؤتمر المصنفین واستاد دارالعلوم حقانیہ

ــــ جس میں ــــ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی

سیرت و سوانح ــــ درس وافادہ ــــ علمی و تحقیقی کارنامے ــــ تدوین فقہ و شرائع
قانونی کونسل کی سرگرمیاں ــــ محدثانہ جلالت قدر ــــ دلچسپ مناظرے ــــ حجیت اجماع
و قیاس پر اعتراضات کے جوابات ــــ حنفی تاریخ کے حیرت انگیز واقعات ــــ
نظریۂ انقلاب و سیاست ــــ وصایا اور نصائح ــــ فقہ حنفی کی قانونی حیثیت و جامعیت

ــــ اور ــــ

تقلید و اجتہاد کے علاوہ قدیم و جدید اہم موضوعات پر سیر حاصل تبصرے جو علماء، طلباء، خطباء، قانون دان، مبلغین، سکول و کالج کے طلبہ و اساتذہ، دینی مدارس کے مدرسین، مصنفین، علمی و تحقیقی اور مطالعاتی اداروں اور عام لکھے پڑھے احباب کیلئے یکساں طور پر مفید اور ایک گرانقدر علمی تحفہ ہے

معیاری کتابت، بہترین طباعت، عمدہ کاغذ، دیدہ زیب ٹائیٹل

صفحات ٣٥٢ قیمت ٢٥ روپے

مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پشاور)

تبصرۂ کتب

مولانا سمیع الحق

"امام اعظم ابوحنیفہؒ کے حیرت انگیز واقعات" موتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ کی تازہ علمی وتاریخی اور شاہکار پیشکش ہے جس کا پیش لفظ جناب مولانا سمیع الحق مدظلہ مدیر الحق نے تحریر فرمایا ہے۔ ذیل میں موصوف کی وہی تحریر بطور تبصرہ وتعارف کے پیش خدمت ہے۔ "ادارہ"

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے حیرت انگیز واقعات | تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی تقطیع متوسط، کاغذ عمدہ، کتابت وطباعت قابل تعریف، ٹائیٹل خوش رنگ دیدہ زیب، گولڈن جلد بندی ضخامت: ۲۷۲، ناشر: موتمر المصنفین اکوڑہ خٹک پشاور

سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے امام اور مقتداء وپیشوا، سراج الامہ، امام الائمہ، امام اعظم ابوحنیفہ پر لکھنے والے ہر دور میں لکھتے رہے، بہت کچھ لکھا جا چکا، لکھا جا رہا ہے اور آئندہ بھی یہ سلسلہ چلتا رہے گا، اب شاید ہی کوئی پہلو ہو جو تشنہ رہ گیا ہو۔

مگر اخلاقی اور شرعی نقطۂ نظر سے سیرت وسوانح اور تاریخ ایام کی ترتیب وتحریر کا اصل مقصد یہ ہونا چاہئیے کہ پڑھنے والوں میں ایمان واحتساب، اخلاص وللٰہیت، اعمال وکردار اور جذبۂ اصلاح انقلاب امت بیدار ہو، جسکو پڑھا جا رہا ہو، تاریخی معلومات کے ساتھ ساتھ اس کے افکار ونظریات، اس کا انقلابی عمل، اس کا خلوص اور تقویٰ، اس کا ذوق عبادت وریاضت بھی پڑھنے والوں میں منتقل ہو جائے، پڑھنے والے نئے عزائم، نئے حوصلہ وفیصلہ اور نئے ولولہ اور ایثار کے جذبات سے معمور ہوں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے جامع سوانحات اور کثیر و پُراز معلومات تذکروں کے ہوتے ہوئے بھی فاضل محترم برادر عزیز مولانا عبدالقیوم حقانی کی پیش نظر تالیف "امام اعظم ابوحنیفہ کے حیرت انگیز واقعات" اس سلسلہ کی پہلی کاوش ہے جو سہل سلیس، دلچسپ، آسان ہونے کے ساتھ ساتھ جامع بھی ہے، فکر ونظر، علم وعمل، تاریخ وتذکرہ، فقہ وقانون، اخلاص وللٰہیت طہارت وتقویٰ، سیاست واجتماعیت، جذبۂ اصلاح انقلاب امت، تبلیغ واشاعت، تعلیم وتدریس، غرض جس جہت سے بھی دیکھا جائے جامع اور تمام پہلوؤں کے لحاظ سے یکساں طور پر نفع بخش ہے، حال وقال ہو یا برہان واستدلال، طالبان مسائل ہوں یا عاشقان دلائل، سب کے لئے اس مختصر مگر جامع ذخیرے میں سیرابی موجود ہے، اس کتاب میں بیک وقت شریعت وطریقت، دلائل ومسائل، سیاست واجتماعیت کے دقیق مگر واضح اور حیات آفرین نکتے واقعات کے ضمن میں اسطرح زیب قرطاس ہو گئے ہیں کہ ایک جویائے حقیقت اور متلاشیٔ روح شریعت کے لئے سکون

رُوح قلب کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔

یہ امام صاحب کی ولایت اور کرامت ہی کا کرشمہ ہے کہ محب مکرم برادرِ گرامی مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب، کثیر مشاغل، ہمہ وقتی مصروفیات اور ہجوم کار کے باوجود ——— تاریخ حنفیت کا یہ حسین وجمیل گلدستہ بنانے میں کامیاب ہوگئے ہیں، صرف یہ نہیں بلکہ فقہ وقانون اور بحث ومناظرہ کی خشک اور بے مزہ ابحاث کو واقعات وحکایات اور عشق ومحبت کی زبان میں بیان کرکے انہیں سبک، لطیف، دلآویز، خوش تاثیر اور حیرت انگیز بنادیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فاضل مؤلف، داستان گو کی حیثیت سے خود داستان سرائی سے واقف اور اپنی شاہکار تصنیف "دفاع امام ابوحنیفہ" کے پیش نظر اس فن کے گویا منجھے ہوئے شناور ہیں۔

تاہم اس کتاب میں مؤلف سلمہٗ کی حیثیت ناقد اور تبصرہ نگار کی نہیں، ایک ناقل اور محتاط ناقل کی ہے، حکایات اور واقعات کے انبارِ عظیم میں انہیں جو کچھ اخذ ونقل کے قابل نظر آیا، حسنِ ترتیب اور سلیقہ مندی کے ساتھ یکجا کردیا، البتہ احتیاط اپنے نزدیک اس کی کرلی کہ جو امور خلافِ شریعت یا بہت زیادہ مبالغہ آمیز نظر آئے، انہیں نظرانداز کردیا اور جہاں ابہام، اجمال یا کسی شبہ کا احتمال تھا، حواشی میں اس کی توضیح وتفصیل اور مناسب تشریح بھی کردی ——— امام اعظم ابوحنیفہ کی سیرت وسوانح اور حالات وواقعات ان چند ابواب میں ہرگز محدود نہیں تاہم وقت اور کاغذ کی گنجائش بہرحال محدود ہی ہوتی ہے اور دائرہ انتخاب کسی نہ کسی منزل پر بند کرنا ہی پڑتا ہے۔ مؤلف سلمہٗ کا انتخاب ماشاءاللہ بہت خوب رہا ——— ایسا کہ اس پر بے اختیار صاد کرنے کو جی چاہتا ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کی عمر، علم، دینی خدمات اور اوقات میں بہت بہت برکت دے اور ان کی یہ صلاحیتیں، ان کے اساتذہ، والدین، خاندان، مادرِ علمی اور ملک وملت کی مزید نیک نامی کا باعث ہوں۔ اس سلسلہ کو آگے بڑھانے (جیسا کہ فاضل مؤلف "علماء احناف کے حیرت انگیز واقعات" کے نام سے اس کا ارادہ بھی رکھتے ہیں) کے لئے ابھی وسیع میدان پڑا ہوا ہے۔

کتاب اُردو کے متین ادب اور صالح تاریخ میں ایک شائستہ اضافہ ہے، اس کے پڑھنے والوں میں یقیناً بہت سے صالحین اور اہل دل ہوں گے، ان سے درخواست ہے کہ اپنی دعاؤں سے مؤلف کتاب کو، راقم گنہ گار کو اور ادارہ مؤتمر المصنفین کو فراموش نہ فرماویں۔

پاکستان آرمی میں جونیئر کمیشنڈ آفیسر خطیبوں کی ضرورت

پاکستان آرمی میں جونیئر کمیشنڈ آفیسر خطیبوں کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لیے مطلوبہ قابلیت کے حامل حضرات سے درخواستیں مطلوب ہیں۔

مطلوبہ قابلیت : (الف) حکومت پاکستان کے منظور شدہ کسی دینی مدرسے سے درس نظامی میں فراغت کی سند۔ (ب) پاکستان کے کسی بورڈ سے میٹرک یا سیکنڈری اسکول سرٹیفکیٹ۔ (ج) روزمرہ امور کے متعلق عربی بول چال میں مہارت۔ قرأت اور حفظ اضافی قابلیت تصور کی جائیگی۔

عمر : ۳۰ جون ۱۹۸۰ء کو بیس سال سے کم اور پینتیس سال سے زائد نہ ہو۔

عہدہ اور تنخواہ : ملازمت کے لیے منتخب امیدواروں کو نائب خطیب (نائب صوبیدار) کا عہدہ دیا جائے گا۔۔۔ فوجی وردی کی بجائے منظور شدہ شہری لباس ہوگا جو فوج کی طرف سے مفت مہیا کیا جائے گا۔ فوج کے جونیئر کمیشنڈ افسروں کی طرح ان کے لیے اوپر والے رینک میں ترقی کی گنجائش ہوگی۔

الاؤنسز و دیگر مراعات : وہ تمام الاؤنسز و مراعات جو فوج کے دیگر متقابل جے سی او صاحبان کو حاصل ہیں۔ انہیں بھی حاصل ہوں گی۔ مثلاً ذات کے لیے مفت راشن، مفت رہائش (جہاں مہیا ہو ورنہ کوارٹر الاؤنس) اپنے اور بیوی بچوں کے لیے مفت طبی سہولت، سفری مراعات، پنشن گریجویٹی اور بہبود کی مراعات وغیرہ وغیرہ۔

ملازمت کی جگہ : پاکستان میں یا پاکستان سے باہر کسی جگہ۔

تربیت : منتخب امیدواروں کو فوجی زندگی سے روشناس کرانے کی خاطر خاص تربیت بھی دی جائے گی۔

طریق انتخاب : (الف) مختلف مقامات پہ ابتدائی تحریری امتحان (ب) طبی معائنہ (ج) انٹرویو اور حتمی انتخاب۔ جی ایچ کیو ایجوکیشن ڈائریکٹوریٹ میں ہوگا۔

درخواستیں مجوزہ فارم پر اصل اسناد کی تصدیق شدہ نقول کے ہمراہ شعبہ دینی تعلیمات آرمی ایجوکیشن ڈائریکٹوریٹ آئی جی ٹی اینڈ ای برانچ جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی ۲۴ دسمبر ۱۹۸۰ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔ درخواستوں کے فارم مذکورہ شعبہ دینی تعلیمات سے بذریعہ ایک روپیہ ساٹھ پیسے کے ڈاک ٹکٹ لگے ہوئے لفافے بھیج کر حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ نیز مذکورہ بالا فارم فوجی بھرتی کے دفاتر سے بھی حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ فارم طلب کرتے وقت اپنی قابلیت اور سنہ الفراغ کے بارے میں پوری معلومات لکھیں۔

پاکستان آرمی

PID (I) sasa ltd